ماہنامہ

احمدیہ گزٹ

کینیڈا

مئی 2020ء

”رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک
عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا۔ ...“

(سورۃ البقرۃ 186:2)

رمضان کا فیض

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”رمضان کا فیض اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل ہو۔روزے تبھی فائدہ دیں گے جب قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل ہو۔ ...پس ہمیں چاہئے کہ اس رمضان میں ہم اپنے جائزے لیں۔ ...کہ کس حد تک اس رمضان میں ہم نے اپنی حالتوں کو خداتعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنے کا منصوبہ بنایا ہے...اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس عظیم کتاب کی تعلیم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناکر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں اور یہ رمضان ہمیں پہلے سے بڑھ کر قرآنِ کریم کا علم وعرفان عطا کرنے والا بھی ہو اور خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والا بھی ہو۔آمین۔“

(خطبہ جمعہ، 19جولائی 2013ء)

دُنیا بھر میں کورونا میں مبتلا احمدیوں کے لئے دُعا کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”آخر پر میں دوبارہ آج کل کے مرض کے حوالے سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے احمدی مریض ہیں بعض، اُن کے لئے بھی دُعا کریں اللہ تعالیٰ سب کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحیح رنگ میں ہمیں عبادت کا اور حقوق العباد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جلد یہ بلا ہم سے دُور فرمائے۔ دُنیا کو بھی سمجھ اور عقل دے وہ بھی ایک خدا کو پہچاننے والے بنیں، خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بنیں، توحید کو جاننے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17اپریل 2020ء)

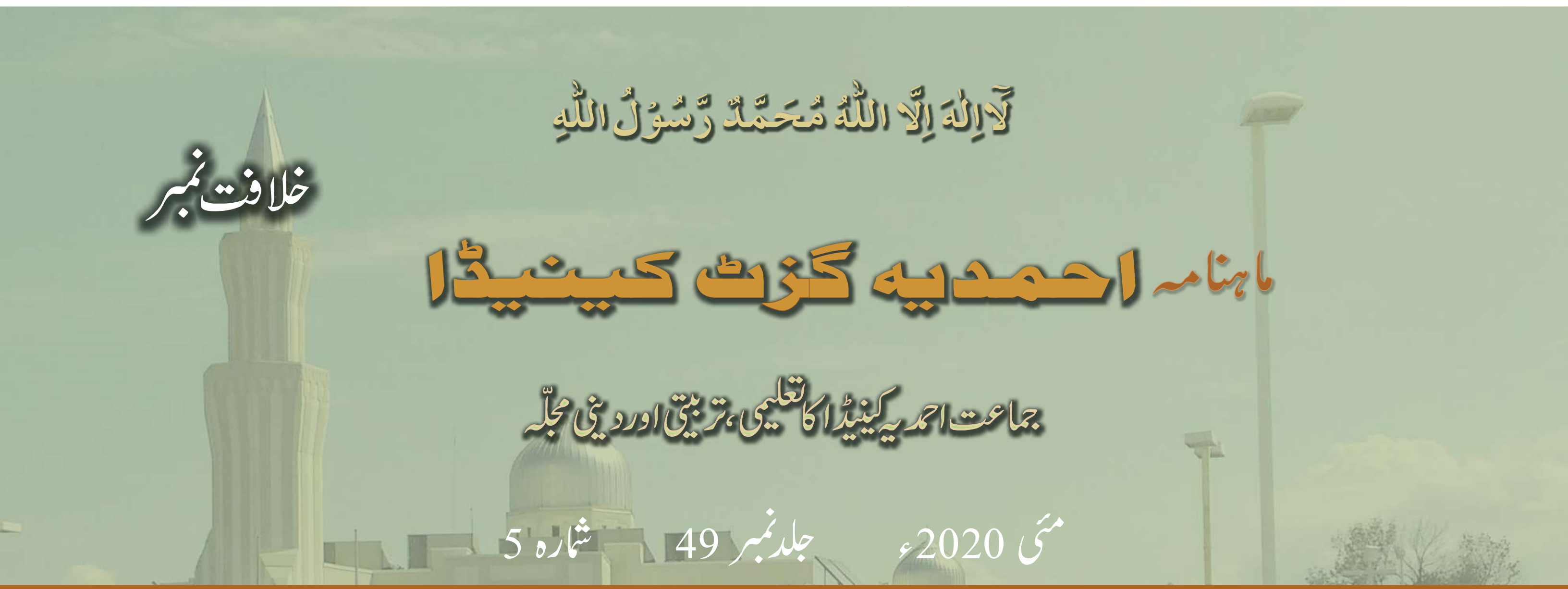

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

خلافت نمبر

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مئی 2020ء جلد نمبر 49 شمارہ 5

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	روزوں کی اہمیت وفضائل از مکرم مولانا رانا غلام مصطفیٰ منصور صاحب مربی سلسلہ	12
☆	دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	15
☆	کرونا وائرس سے بچاؤ کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تازہ ہدایات	16
☆	خلیفہ خدا بناتا ہے از مکرم جمیل احمد بٹ صاحب	17
☆	کرونا وائرس کے بارہ میں عالمی شہرت یافتہ ماہر متعدی امراض مکرم ڈاکٹر فہیم یونس صاحب سے سیر حاصل گفتگو	22
☆	خلافت کا قیام فطرت کا تقاضا بھی ہے از مکرم خالد احمد منہاس صاحب مربی سلسلہ	28
☆	کیا نماز کی ظاہری حالت outdated ہے؟ از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	30
☆	رمضان المبارک میں مالی قربانیوں کی تحریک از مکرم خالد محمود نعیم صاحب	31
☆	ٹرانٹو میں جلسہ ہائے مصلح موعودؓ کا بابرکت انعقاد از محمد اکرم یوسف	32
☆	گلشنِ وقفِ نو۔ٹرانٹو جماعت	36
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	37

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری
نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہد

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ○

(سورۃ النور56:24)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ : قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ : عَلَیۡکَ السَّمۡعُ وَالطَّاعَۃُ فِیۡ عُسۡرِکَ وَ یُسۡرِکَ وَمَنۡشَطِکَ وَ مَکۡرَھِکَ وَاَثَرَۃٍ عَلَیۡکَ.

(صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ وجوب طاعۃ الامر انفی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ حدیث 4754 بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 616)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگ دستی اور خوش حالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لئے (حاکم وقت کے حکم کو) سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے

مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے

’’سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد20، صفحہ306)

’’اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے مؤحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ تفسیر زیر سورۃ النساء آیت 60۔ جلد دوم، صفحہ 246)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ 6 مارچ 2020ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6 مارچ 2020ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: گزشتہ خطبہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تھا، کچھ حصہ رہ گیا تھا جس کا بیان آج ہوگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ یہود کہا کرتے تھے کہ ایک نبی آنے والا ہے۔ جب مدینہ والوں نے نبی ﷺ کا سنا تو کہا کہ یہ وہی نبی معلوم ہوتا ہے جس کی خبر ہے تو بہت سے نوجوان تعلیم سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔ 12 آدمی یہ ارادہ کر کے چلے کہ محمد ﷺ کے دین میں داخل ہوں گے۔ 10 خزرج اور 2 اوس قبیلہ کے تھے، اور انہوں نے اقرار کیا کہ وہ خدا کے علاوہ کسی کی پرستش نہیں کریں گے۔ یہ لوگ واپس گئے اور پہلے سے بھی زیادہ زور سے تعلیم پھیلانے لگے۔ خدا کے سوا اب لوگوں کے ماتھے کسی کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہ تھے اور مدینہ میں جب ان سے تعلیم کا پوچھا گیا تو نبی ﷺ سے کسی کو بھجوانے کی عرض کی آپؐ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھجوایا تا کہ وہ وہاں کے مسلمانوں کو دین سکھائیں۔ غزوۂ بدر میں مہاجرین کا بڑا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: سیرت خاتم النبیینؐ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ غزوۂ احد میں بھی مہاجرین کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ رسول کریم ﷺ نے لشکرِ اسلامی کی صف بندی کی اور مختلف دستوں کے جدا جدا امیر مقرر فرمائے۔ اس موقع پر آپؐ کو یہ اطلاع دی گئی کہ لشکرِ قریش کا جھنڈا طلحہؓ کے ہاتھ میں ہے۔ طلحہ اس خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو قریش کے مورثِ اعلیٰ قصی بن کلاب کے قائم کردہ انتظام کے ماتحت جنگوں میں قریش کی علمبرداری کا حق رکھتا تھا۔ یہ معلوم کر کے جب یہ پتا لگا تو آپؐ نے فرمایا۔ ہم قومی وفاداری دکھانے کے زیادہ حق دار ہیں چنانچہ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مہاجرین کا جھنڈا لے کر مصعب بن عمیرؓ کے سپرد فرمایا جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے جس سے طلحہ تعلق رکھتا تھا۔ آپؓ غزوۂ احد کے روز نبی ﷺ کے آگے لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ آپؓ نے جھنڈے کا حق خوب ادا کیا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں اس طرح لکھا ہے کہ قریش کے لشکر نے قریباً چاروں طرف گھیرا ڈال رکھا تھا اور اپنے پے در پے حملوں سے ہر آن دباتا چلا آتا تھا اس پر بھی مسلمان شاید تھوڑی دیر بعد سنبھل جاتے مگر غضب یہ ہوا کہ قریش کے ایک بہادر سپاہی عبداللہ بن قمیئہ نے مسلمانوں کے علمبردار مصعب بن عمیرؓ پر حملہ کیا اور اپنی تلوار کے وار سے ان کا دایاں ہاتھ کاٹ گرایا۔ مصعبؓ نے فوراً دوسرے ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا اور ابن قمیئہ کے مقابلے کے لئے آگے بڑھے مگر اس نے دوسرے وار میں ان کا دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا۔ اس پر حضرت مصعبؓ نے اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو جوڑ کر گرتے ہوئے اسلامی جھنڈے کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اسے چھاتی سے چمٹا لیا۔ جس پر ابن قمیئہ نے ان پر تیسرا وار کیا اور اب کی دفعہ مصعبؓ شہید ہو کر گر گئے۔ جھنڈا تو کسی دوسرے مسلمان نے فوراً آگے بڑھ کر تھام لیا مگر چونکہ مصعبؓ کا ڈیل ڈول آنحضرت ﷺ سے ملتا تھا ابن قمیئہ نے سمجھا کہ میں نے محمد ﷺ کو مار لیا یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی طرف سے یہ تجویز محض شرارت اور دھوکہ دہی کے خیال سے ہو۔ بہر حال اس نے مصعبؓ کو شہید ہو کر گرنے پر شور مچا دیا کہ میں نے محمد (ﷺ) کو مار لیا ہے اس خبر سے مسلمانوں کے رہے سہے اوسان بھی جاتے رہے اور ان کی جمعیت بالکل منتشر ہو گئی یہ بھی ایک بڑی وجہ ہوئی تھی جو جنگِ احد میں مسلمانوں کے جو حوصلہ تھا پست ہونے کی لیکن بہر حال بعد میں اکٹھے بھی ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ جب حضرت مصعبؓ کی نعش کے پاس پہنچے تو ان کی نعش چہرے کے بل پڑی تھی نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (سورۃ الاحزاب 24:33)

ترجمہ: کہ مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز اپنے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت ابوروم بن عمیرؓ، حضرت سویبط بن سعدؓ اور حضرت عامر بن ربیعہؓ نے حضرت مصعبؓ کو قبر میں اتارا۔ شہادت کے وقت حضرت مصعبؓ کی عمر 40 سال یا اس سے کچھ زائد تھی۔

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ احد کے شہدا میں ایک صاحب مصعب بن عمیرؓ تھے۔ یہ وہ سب سے پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں اسلام کے مبلغ بن کر آئے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں مصعبؓ مکہ کے نوجوانوں میں سب سے زیادہ خوش پوش اور بانکے سمجھے جاتے تھے اور بڑے ناز و نعمت میں رہتے تھے۔

اسلام لانے کے بعد ان کی حالت بالکل بدل گئی۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ اُن کے بدن پر ایک کپڑا دیکھا۔ جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپؐ کو اُن کا وہ پہلا زمانہ یاد آ گیا تو آپؐ چشم پُر آب ہو گئے۔ احد میں جب مصعبؓ شہید ہوئے تو ان کے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں تھا کہ جس سے اُن کے بدن کو چھپایا جا سکتا۔ پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا اور سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ

کے حکم سے سر کو کپڑے سے ڈھانک کر پاؤں کو گھاس سے چھپا دیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ اُحد کے بعد مدینہ لوٹے تو آپ کو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت حمنہ بنت جحشؓ ملیں۔ لوگوں نے انہیں اُن کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت کی خبر دی اس پر انہوں نے اِنّا لِلّٰہ پڑھا اور اُن کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ پھر لوگوں نے انہیں اُن کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر دی اس پر انہوں نے اِنّا لِلّٰہ پڑھا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ پھر لوگوں نے انہیں ان کے خاوند حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کی اطلاع دی اس پر وہ رونے لگیں اور بے چین ہوگئیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعی شوہر کا بیوی پر بڑا حق ہے کہ کسی اور کا نہیں مگر تو نے ایسا کلمہ کیوں کہا اس سے پوچھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اس کے بچوں کی یتیمی یاد آ گئی تھی جس سے میں پریشان ہو گئی اور پریشانی کی حالت میں یہ کلمہ میرے منہ سے نکل گیا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے مصعبؓ کی اولاد کے حق میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! ان کے سرپرست اور بزرگ اِن پر شفقت اور مہربانی کریں اور اِن کے ساتھ سلوک سے پیش آویں۔ آنحضرت ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں حضرت مصعبؓ کا ذکر ختم ہوا۔ ان شاء اللہ آئندہ اگلے صحابی کا ذکر ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل جو وبا پھیلی ہوئی ہے کرونا وائرس، اس کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

فرمایا: بعض ہومیوپیتھی دوائیں بتائی تھیں جو علاج کے طور پر اور ابتدائی ہیں۔ اس کے قریب قریب جو ممکنہ علاج ہو سکتا تھا تجویز کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں شفاء رکھے۔ لیکن اس کے ساتھ احتیاطی تدابیر بھی کریں۔

فرمایا: مسجد کے بھی کچھ حقوق ہیں، ایسے لوگ جنہیں ٹمپریچر کچھ زیادہ ہے یا نزلہ زکام ہے اور چھینکیں وغیرہ آتی ہوں تو انہیں اس حالت میں مسجد میں نہیں آنا چاہئے تا کہ دوسرے لوگ متاثر نہ ہوں۔ آج کل خاص طور پر اور عمومی طور پر بھی رومال رکھیں۔ بعض لوگ اس زوردار آواز سے چھینکتے کہ اس کے چھینٹے دوسرے پر بھی جا پڑتے ہیں۔ ہاتھ اگر گندے ہیں تو چہرے پر نہ لگائیں۔ ہمارے لئے اگر کوئی پانچ وقت کا نمازی ہے اور وضو بھی کر رہا ہے، ناک صاف ہو رہا ہے تو یہ صفائی کا ایک ایسا اعلیٰ معیار ہے جو سنیٹائزر (sensitizer) کا بھی محتاج نہیں۔

حضور انور نے مساجد کے حقوق کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خاص طور پر سردیوں میں مسجد میں آنے والوں کو جرابیں روزانہ تبدیل کرنی چاہئیں اور دھونی چاہئیں۔ ان کی بدبو نمازیوں کے لئے تکلیف کا باعث بن سکتی ہے۔ ڈکار وغیرہ لینے سے منہ سے بو آتی ہے، اس سے باقی نمازیوں کی طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔ خوشبو لگا کر آنا چاہئے۔ جسم کی صفائی اور فضا کی صفائی بھی ایک نمازی کے لئے بہت ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مصافحوں سے آج کل پرہیز کرنے کا کہا جا رہا ہے۔ اس لحاظ سے گو تعلق بڑھتا ہے لیکن آج کل پرہیز کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ جو شور مچایا جاتا تھا کہ مصافحہ نہیں کرتے، جرمنی کی ایک وزیر نے انکار کر دیا مصافحہ کرنے سے کہ یہ روایت ہی نہیں، ہم تو سلوٹ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک اس نے کہہ دیا کہ عورتوں کو مصافحے کرتے ہیں، انہیں معلوم بھی نہیں کہ عورتوں کو یہ بات پسند بھی ہے یا نہیں، بلاوجہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس بیماری نے اُن کو یاد دلا دیا۔ جب ہم کہتے تھے کہ ہمیں منع ہے اس طرح کرنا لیکن اب اکثر سنا ہے کہ یہ لوگ بڑے رُوڈ طریقے سے انکار کرتے ہیں اور اخلاق کا بھی کوئی پاس نہیں ہے۔ اللہ کرے کہ یہ اصلاح انہیں اللہ کی طرف لے کر جانے والی ہو۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس وبا نے کس حد تک ابھی اور آگے جانا ہے۔ اگر یہ خدا کی ناراضگی کی وجہ سے نازل ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بداثرات سے بچنے کے لئے اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو دعاؤں کی اور روحانی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دنیا کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو توفیق دے کہ وہ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اس کے بعد میں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ عزیزم تنزیل احمد بٹ ابن مکرم عقیل احمد بٹ صاحب، 27 فروری 2020ء کو 11 سال کی عمر میں اس بچے کی وفات ہوئی۔ میرے نزدیک یہ ایک شہادت ہے۔ حضور انور نے واقعہ کی تفصیل بیان فرمائی۔ عزیزم تنزیل احمد بٹ اطفال الاحمدیہ کا فعال رکن تھا۔ ذہین اور نہایت فرمانبردار بچہ تھا۔ ایم ٹی اے باقاعدہ دیکھنے والا تھا۔ نماز کی ادائیگی مسجد میں جا کر کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ماں باپ کو صبر اور سکون عطا فرمائے اور قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائے۔

فرمایا: بریگیڈیر (ر) بشیر احمد صاحب امیر ضلع راولپنڈی 16 فروری کو 87 سال کی عمر میں راولپنڈی میں وفات پا گئے۔ 1952ء میں پاکستان کی ملٹری اکیڈمی کے six long course میں پاک فوج میں کمیشن لیا۔ 1982ء میں فوج سے بحیثیت بریگیڈیئر ریٹائر ہوئے۔ پھر ایک لمبا عرصہ تک اسلام آباد کے پالیسی انسٹی ٹیوٹ کے سربراہ کے طور پر ملک کی خدمت کی توفیق پائی۔ اس طرح آپ کو 66 سال تک ملک کی خدمت کی توفیق ملی۔ جماعتی خدمات یہ ہیں کہ 2012ء میں ان کو میں نے جماعت راولپنڈی کا امیر مقرر کیا تھا اور 9 فروری 2020ء تک بطور امیر راولپنڈی شہر اور ضلع ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ 1979ء میں آپ کا تبادلہ راولپنڈی میں ہوا۔ 16 سال تک نائب امیر اور سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ راولپنڈی شہر اور ضلع کی خدمات کی توفیق ملی۔ فضل عمرؓ فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر اور مجلسِ شوریٰ کے متعدد کمیٹیوں کے ممبر رہے۔ مرحوم بے حد مخلص، تقویٰ شعار اور خلافت کے ساتھ سچے وفادار خادمِ سلسلہ تھے، اخلاص کے ساتھ خدمت دین بجا لاتے تھے۔ ملنسار، شفیق، خدمت خلق کرنے والے اور ضرورت مند کے کام دل جمعی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ انتہائی دھیمے مزاج کے مالک تھے، رحم دل، کم گو، بہت دعا گو، عبادت گزار وجود تھے۔ آخر عمر تک آپ کی یادداشت بھی بڑی اچھی تھی۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے۔ کتب کا بڑا وسیع مطالعہ تھا۔ غربا اور ضرورت مندوں کی فراخدلی اور خاموشی سے مالی اعانت کیا کرتے تھے۔ خصوصاً بیواؤں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بہت زیادہ فکرمند ہوتے تھے اور ہر وقت مدد کے لئے تیار رہتے تھے۔ کئی افراد اور خاندان آپ کی مستقل مالی اعانت سے مستفید ہو رہے تھے۔ اُن کی ایک خاص خوبی تعلق باللہ اور بہت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک کرے درجات بلند کرے اُن کی اولاد کو بھی اُن کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرمایا: تیسرا جنازہ ہے ڈاکٹر حمید الدین صاحب کا ہے جو 121 ج ب گوکھووال فیصل آباد کے رہنے والے تھے۔ 29 فروری 2020ء کو اُن کی وفات ہوئی۔ مرحوم کی پیدائش قادیان میں ہوئی۔ آپ کی والدہ کے حقیقی چچا حضرت مولانا محمد ابراہیم قادیانی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ تقسیم ہند کے بعد مرحوم کا خاندان فیصل آباد آ کر آباد ہو گیا۔ پیشے کے لحاظ سے ڈسپنسر تھے۔ اور اس حوالے سے ان کو پورے علاقے میں انسانیت کی خدمت

کرنے کی توفیق ملی۔ ضرورت مندوں کا مفت علاج کیا کرتے تھے۔ بڑے سادہ مزاج، متقی، بچپن سے نماز، روزوں کے پابند تھے، شعائراللہ کا احترام کرنے والے تھے۔ خلافت سے محبت کرنے والے، نہایت شفیق، متوکل علی اللہ، ایک ایماندار اور دیانتدار انسان تھے۔ انہوں نے جماعت کے مختلف عہدوں پر خدمت کی بھی توفیق پائی۔ ان کے ایک بیٹے کریم الدین شمس صاحب مربی سلسلہ آج کل تنزانیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند کرے اُن کی نسلوں میں بھی وفا کے ساتھ اپنی بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ 13 مارچ 2020ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13 مارچ 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج جن بدری صحابی کا ذکر ہوگا ان کا نام ہے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو تیم بن مرہ سے تھا۔ ان کے والد کا نام عبیداللہ بن عثمان اور والدہ کا نام صعب تھا۔ حضرت طلحہؓ کی کنیت ابومحمد تھی۔ آنحضور ﷺ نے ان کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا، یہ تاوفات بحرین کے حاکم رہے۔ ان کی وفات 14 ہجری میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ ساتویں پشت میں حضرت طلحہؓ کا نسب نامہ مرۃ بن کعب پر جا کر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے اور چوتھی پشت پر حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ۔ ان کے والد عبیداللہ نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا، لیکن والدہ نے لمبی زندگی پائی اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر صحابیہ ہونے کا شرف پایا۔ ہجرت سے قبل یہ اسلام لے آئی تھیں۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ غزوہ بدر میں شامل نہیں ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں مال غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔ ان کی جنگ بدر میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے قافلے کی شام سے روانگی کا اندازہ فرمایا تو آپؐ نے اپنی روانگی سے دس روز پہلے حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ کو قافلے کی خبر رسانی کے لئے بھیجا۔ دونوں روانہ ہو کر حورا پہنچے تو وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ قافلہ ان کے پاس سے گزرا۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ کو حضرت طلحہؓ اور حضرت سعیدؓ کے واپس آنے سے پہلے ہی یہ خبر معلوم ہوگئی۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کو بلایا اور قریش کے قافلے کے قصد سے روانہ ہوئے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ مدینہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں۔ ان دونوں کو آپؐ کی غزوہ بدر کے لئے روانگی کا علم نہیں تھا۔ وہ مدینہ اس دن پہنچے جس دن رسول اللہ ﷺ نے بدر میں قریش کے لشکر سے جنگ کی۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپؐ کی بدر سے واپسی پر تربان میں ملے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت طلحہؓ غزوہ احد اور باقی دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی موجود تھے۔ یہ ان 10 اشخاص میں سے ہیں، جنہیں عشرہ مبشرہ کہتے ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ ان 8 لوگوں میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور ان 5 لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ سے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ حضرت عمرؓ کی قائم کردہ شوریٰ کمیٹی کے 6 ممبران میں سے ایک تھے۔ یہ وہ احباب تھے جن سے رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت راضی تھے۔ یزید بن رومان روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ دونوں حضرت زبیر بن عوامؓ کے پیچھے نکلے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا۔ اس پر دونوں یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ ایمان لے آئے اور آپؐ کی تصدیق کی۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ بصری جو ملک شام کا ایک عظیم شہر ہے، آنحضرت ﷺ اپنے چچا کے ہمراہ تجارتی سفر کے دوران اس شہر میں قیام فرما ہوئے تھے، تو کہتے ہیں میں بصری کے بازار میں موجود تھا کہ ایک راہب اپنے صومعة یعنی یہودیوں کی عبادت گاہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ قافلے والوں سے پوچھو کہ ان میں کوئی شخص اہل حرم میں سے بھی ہے، میں نے کہا، ہاں میں ہوں۔ اس نے پوچھا کیا احمدؐ ظاہر ہوگیا ہے؟ تو حضرت طلحہؓ نے کہا کہ کون احمدؐ؟ اس نے کہا عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوگا اور وہ آخری نبی ہوگا ان کے ظاہر ہونے کی جگہ حرم ہے اور ان کی ہجرت گاہ کھجور کے باغ اور پتھریلی اور شور اور کلر والی زمین کی طرف ہوگی۔ تم انہیں چھوڑ نہ دینا۔ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ اس نے جو کچھ کہا وہ میرے دل میں بیٹھ گیا، میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور مکہ آ گیا۔ دریافت کیا کہ کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں محمد بن عبداللہ امین، مکہ والے آپ کو امین کہا کرتے تھے، امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ابن ابی قحافہ نے ان کی پیروی کی ہے۔ کہتے ہیں میں روانہ ہوا اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا تم نے ان صاحب کی پیروی کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں تم بھی ان کے پاس چلو اور ان کی پیروی کرو کیونکہ وہ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت طلحہؓ کو ساتھ لے کر نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کو حاضر کیا۔ حضرت طلحہؓ نے اسلام قبول کیا اور جو کچھ راہب نے کہا تھا اس کی رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ اس سے خوش ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا: جب حضرت طلحہؓ نے مدینہ ہجرت کی تو وہ حضرت اسد بن ضرارؓ کے مکان پر ٹھہرے۔ حضرت طلحہؓ کی بعض مالی قربانیوں کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے انہیں فیاض قرار دیا تھا۔ حضرت موسی بن طلحہؓ اپنے والد طلحہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن حضرت طلحہؓ کا نام ’طلح الخیر‘ رکھا۔ غزوہ تبوک اور غزوہ ذی قرد کے موقع پر ’طلح الفیاض‘ رکھا اور غزوہ حنین کے روز ’طلح الجود‘ رکھا۔ حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے کہ میں سفر وحضر میں حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کے ہمراہ رہا مگر مجھے عام طور پر روپے اور کپڑے اور کھانے پر طلحہؓ سے زیادہ سخی کوئی نہیں نظر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے موت پر بیعت لی، جب بظاہر مسلمانوں کی پسپائی ہوئی تھی تو وہ ثابت قدم رہے اور وہ اپنی جان پر کھیل کر آپؐ کا دفاع کرنے لگے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے۔ بیعت کرنے والے لوگوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت سعد، حضرت سہل بن حنیف اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ احد کے دن مالک بن ظہیر نے رسول اللہ ﷺ کو تیر مارا تو حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا۔ اس روز حضرت طلحہؓ کے سر میں ایک مشرک نے دو دفعہ چوٹ پہنچائی۔ ایک مرتبہ جب کہ وہ اس کی طرف آ رہے تھے، دوسری دفعہ جب کہ وہ اس سے رخ پھیر رہے تھے۔ اس سے کافی خون بہا۔ سیر الحلبیہ میں ہے کہ قیس بن ابوحازمہ کہتے ہیں کہ میں نے احد کے دن حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کے ہاتھ کا حال دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کو تیروں سے بچاتے ہوئے شل ہوگیا تھا۔ ایک قول ہے کہ اس میں نیزہ لگا تھا اور اس سے اتنا خون بہا کہ کمزوری سے بیہوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر پانی کے چھینٹے ڈالے یہاں تک کہ ان کو ہوش آیا۔ ہوش آنے پر انہوں نے فوراً پوچھا کہ

رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا وہ خیریت سے ہیں اور انہوں نے ہی مجھے آپؓ کی طرف بھیجا ہے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں ہر مصیبت آپؐ کے بعد چھوٹی ہے۔

حضرت زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احد کے دن دو زرہیں پہنے ہوئے تھے، آپؐ نے چٹان پر چڑھنا چاہا مگر زرہوں کے وزن کی وجہ سے اور سر اور چہرے پر چوٹ سے خون بہنے کی وجہ سے کمزوری ہوگئی تھی کہ آپؐ چٹان پر چڑھ نہ سکے۔ آپؐ نے حضرت طلحہؓ کو نیچے بٹھایا اور ان کے اوپر پیر رکھ کر چٹان پر چڑھے۔ حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ طلحہؓ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی۔

حضور انور نے فرمایا: غزوہ احد کے دن جب خالد بن ولید نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے جو تفصیل بیان فرمائی ہے کہ وہ حضرت طلحہؓ کی ثابت قدمی اور قربانی کے معیار کا ایک عجیب نظارہ پیش کرتی ہے، فرماتے ہیں کہ چند صحابہ دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ 30 تھی۔ کفار نے شدت کے ساتھ اس مقام پر حملہ کیا جہاں رسول کریم ﷺ کھڑے تھے۔ یکے بعد دیگرے صحابہ آپؐ کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے لگے۔ علاوہ شمشیر زنوں کے تیر انداز اونچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر رسول کریم ﷺ کی طرف بے تحاشا تیر مارتے تھے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ دشمن اس وقت بے تحاشا تیر مارتے تھے اس وقت طلحہؓ جو قریش میں سے تھے اور مکہ کے مہاجرین میں شامل تھے، یہ دیکھتے ہوئے کہ دشمن سب کے سب تیر رسول اللہ ﷺ کے منہ کی طرف پھینک رہا ہے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے منہ کے آگے کھڑا کر دیا۔ تیر کے بعد تیر جو نشانے پر گرتا تھا وہ طلحہؓ کے ہاتھ پر گرتا تھا مگر جانباز اور وفادار صحابی اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہیں دیتا تھا۔ اس طرح تیر پڑتے گئے اور طلحہؓ کا ہاتھ زخموں کی شدت کی وجہ سے بالکل بے کار ہو گیا اور صرف ایک ہی ہاتھ ان کا باقی رہ گیا۔ احد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہؓ سے پوچھا کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی۔ طلحہؓ نے جواب دیا درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول اللہ ﷺ کے منہ پر آ گرے۔

حضور انور نے فرمایا: غزوہ حمراء الاسد کے موقع پر تعاقب میں روانہ ہوتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو طلحہ بن عبیداللہؓ ملے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا: طلحہ! تمہارے ہتھیار کہاں ہیں؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا کہ قریب ہی ہیں یہ کہہ کر وہ جلدی سے گئے اور اپنے ہتھیار اٹھا لائے حالانکہ اس وقت احد کی جنگ کے طلحہؓ کے صرف سینے پر ہی 9 زخم تھے۔ ان کے جسم پر کل ملا کر 70 سے اوپر زخم تھے۔ حضرت طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے زخموں کی نسبت آنحضرت ﷺ کے زخموں کے متعلق زیادہ فکرمند تھا۔

غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت ﷺ کو خبر ملی کہ بعض منافقین سویلم یہودی کے گھر جمع ہو رہے ہیں، اس کا گھر جاسوم مقام کے قریب تھا۔ وہ لوگوں کو غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے روک رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت طلحہؓ کو بعض اصحاب کی معیت میں اس کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ سویلم کے گھر کو آگ لگا دی جائے۔ حضرت طلحہؓ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دونوں کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ جنت میں میرے دو ہمسائے ہوں گے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام ایسا تھا کہ میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے لڑتے تھے اور نماز میں آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی شہید کو چلتا ہوا دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو وہ طلحہ بن عبیداللہؓ کو دیکھ لے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کہتے تھے کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کی خدمت میں یہ پوچھتا ہوا حاضر ہوا کہ مَن قَضٰی نَحْبَہٗ یعنی وہ جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا سے کون مراد ہے۔ اعرابی نے جب آپ سے پوچھا تو آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر میں یعنی حضرت طلحہؓ مسجد کے دروازے سے آپ کے سامنے آیا۔ میں نے اس وقت سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا۔ حضرت طلحہؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ وہ سائل کہاں ہے جو پوچھتا تھا کہ مَن قَضٰی نَحْبَہٗ سے کون مراد ہے۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں آپؐ نے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا دیکھو یہ مَن قَضٰی نَحْبَہٗ کا مصداق ہے۔

حضور انور نے فرمایا: قیس بن ابوحازم سے مروی ہے کہ مروان بن حکم نے جنگِ جمل کے دن حضرت طلحہؓ کے گھٹنے میں تیر مارا تو رگ میں سے خون بہنے لگا۔ جب اسے ہاتھ سے پکڑتے تھے تو خون رک جاتا اور جب چھوڑ دیتے تو بہنے لگتا۔ حضرت طلحہؓ نے کہا اللہ کی قسم! اب تک ہمارے پاس ان لوگوں کے تیر نہیں آئے۔ پھر کہا کہ زخم کو چھوڑ دو کیونکہ یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ جنگِ جمل کے دن 10 جمادی الثانی 36 ہجری میں شہید کئے گئے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 64 سال تھی، ایک روایت کے مطابق 62 سال عمر تھی۔

علی بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت طلحہؓ کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں کہ میری قبر دوسری جگہ ہٹا دو مجھے پانی بہت تکلیف دیتا ہے۔ اسی طرح پھر دوبارہ انہیں خواب میں دیکھا غرض متواتر تین بار یہی خواب دیکھا تو وہ شخص حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور ان سے اپنی خواب بیان کی۔ لوگوں نے جا کر انہیں دیکھا تو ان کا وہ حصہ جو زمین سے ملا ہوا تھا پانی کی تری سے سبز ہو گیا تھا۔ پس لوگوں نے حضرت طلحہؓ کو اس قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیا۔ راوی کہتے تھے کہ گویا میں اب بھی اس کافور کو دیکھ رہا ہوں جو ان کی دونوں آنکھوں میں لگا ہوا تھا۔ اس میں بالکل تغیر نہ آیا تھا۔ صرف ان کے بالوں میں کچھ فرق آ گیا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تھے لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں سے ایک گھر دس ہزار درہم پر خریدا اور اس میں حضرت طلحہؓ کو دفن کر دیا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت طلحہؓ کی شہادت کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

اب جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ آج کل کرونا وائرس کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے، اس کے لئے احتیاطی تدابیر کرتے رہیں اور مسجدوں میں بھی جب آئیں تو احتیاط کر کے آئیں، بخار وغیرہ ہلکا سا ہو، جسم میں تکلیف ہو، تو ایسی جگہوں پر نہ جائیں جہاں پبلک جگہیں ہیں اور خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو آفات سے بچائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 20 مارچ 2020

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 مارچ 2020 کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ،

یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: تین دن کے بعد 23 مارچ ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کا آغاز فرمایا تھا اور یوں باقاعدہ آپؑ کے دعویٰ مسیح موعود کے ساتھ جماعت احمدیہ کی بھی بنیاد پڑی۔ جماعت میں یہ دن یوم مسیح موعودؑ کے نام سے منایا جاتا ہے، اس دن کی مناسبت سے جلسے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور آپؑ کے آنے کے مقصد کے بارہ میں بھی بتایا جاتا ہے۔ اس لئے اس حوالے سے میں آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اپنے الفاظ میں کچھ اقتباسات پیش کروں گا۔ اس سال شاید اکثر ملکوں اور مقامات میں جو آج کل وائرس کی وبا پھیلی ہوئی ہے، اس کی وجہ سے جلسے نہ ہو سکیں، اس لئے میرے خطبہ کے علاوہ ایم۔ٹی۔اے پر بھی اس حوالے سے پروگرام پیش ہوں گے، انہیں ہر احمدی کو اپنے بچوں کے ساتھ اپنے گھر میں سننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آپؐ ہی کے کام کو اور آپؐ کے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ چنانچہ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں، میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتا ہوں کہ آپ ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور آپؐ ہی کے فیضان اور برکات کا نتیجہ ہے جو یہ نصرتیں ہو رہی ہیں، میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اتباع اور نقشِ قدم پر چلنے کے بغیر کوئی انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا۔ آپؑ نے آنحضرت ﷺ سے جو روحانی فیض پایا، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اسلام کی شان و شوکت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں، کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں مخلوق کی اصلاح کروں۔ پھر اپنی بعثت کے بارہ میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں، کہ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا، کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر اس بات کا اعلان فرماتے ہوئے کہ جس مسیح موعودؑ کے آنے کی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی، وہ اپنے وقت پہ ظاہر ہوا۔ آپؑ فرماتے ہیں، سو اب اے بھائیو! ضرور تھا کہ میں ایسی باتیں پیش کرتا جن کے سمجھنے میں تمہیں غلطی لگی ہوئی تھی۔ اگر تم پہلے ہی راہِ صواب پر ہوتے، تو میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ میں کہہ چکا ہوں کہ میں اس امت کی اصلاح کے لئے ابن مریم ہو کر آیا ہوں، اور ایسا ہی آیا ہوں، کہ جیسے حضرت مسیح ابنِ مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ میں اسی وجہ سے تو ان کا مثیل ہوں، کہ مجھے وہی اور اسی طرز کا کام سپرد ہوا ہے جیسا کہ انہیں سپرد ہوا تھا۔ مسیح نے ظہور فرما کر یہودیوں کو بہت سی غلطیوں اور بے بنیاد خیالات سے رہائی دی تھی۔ منجملہ اس کے ایک یہ بھی تھا کہ یہودی لوگ ایلیا نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کی ایسی ہی امید باندھے بیٹھے تھے جیسے آج کل مسلمان مسیح ابنِ مریم، رسول اللہ کے دوبارہ آنے کی امید باندھے بیٹھے ہیں۔ سو مسیح نے یہ کہہ کر کہ ایلیا نبی اب آسمان سے نہیں اتر سکتا، زکریا کا بیٹا یحیٰ ایلیا ہے، جس نے قبول کرنا ہے، کرے۔ اس پرانی غلطی کو دُور کیا اور یہودیوں کی زبان سے اپنے تئیں ملحد اور کتابوں سے پھرا ہوا کہلایا۔ مگر جو سچ تھا وہ ظاہر کر دیا۔ یہی حال اس کے مثیل کا بھی ہوا اور حضرت مسیحؑ کی طرح اس کو بھی ملحد کا خطاب دیا گیا۔ کیا یہ اعلیٰ درجہ کی مماثلت نہیں ہے اور صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہر قوم اور مذہب کو اپنی بعثت کی اہمیت بتائی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام ایک جگہ فرماتے ہیں، کہ یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعودؑ کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اِس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابنِ مریم کے رنگ میں ہوں، ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں، جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے، اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر اپنی بعثت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ غیور ہے۔ اُس نے مصلحت کے مطابق عین ضرورت کے وقت بگڑی ہوئی صدی کے سر پر ایک آدمی بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اسلام میں سے پہلے ایک شخص بھی مرتد ہو جاتا تھا تو ایک شور برپا ہو جاتا تھا۔ اب اسلام کو ایسا پاؤں کے نیچے کچلا گیا ہے کہ ایک لاکھ مرتد موجود ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ اسلام جیسے مقدس مطہر مذہب پر اس قدر حملے کئے گئے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں کتابیں آنحضرت ﷺ کو گالیوں سے بھری ہوئی شائع کی جاتی ہیں۔ بعض رسالے کئی کروڑ تک چھپتے ہیں۔ اسلام کے برخلاف جو کچھ شائع ہوتا ہے اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک بڑا پہاڑ بنتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ گویا ان میں جان ہی نہیں اور سب کے سب ہی مر گئے ہیں۔ اس وقت اگر خدا تعالیٰ بھی خاموش رہے تو پھر کیا حال ہو گا۔ خدا کا ایک حملہ انسان کے ہزار حملہ سے بڑھ کر ہے اور ایسا ہے کہ اس سے دین کا بول بالا ہو جائے گا۔ فرمایا، کہ دیکھو خدا تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ اس نے ایسا پہلو اختیار کیا ہے جس سے دشمن تباہ ہو جائے۔ پھر ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے، اُس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے اُن کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اُس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر، میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کے لئے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دیئے ہیں جو میری باتوں کے ماننے کے لئے مستعد ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک

انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ بیان فرماتے ہیں، کہ وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جس کا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے دوسروں پر مقدم کر لیتا ہے۔ جو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں، اُن کا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے اور اُن کے دلوں کو خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالیٰ ہی کے لئے اپنے دل میں سوز و گداز رکھتا ہے۔ فرمایا، کہ یہ خوب یاد رکھو کہ کبھی روحانیت صعود نہیں کرتی جب تک دل پاک نہ ہو۔ جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور وہ ترقی کرتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ ہماری آخری نصیحت یہی ہے کہ تم اپنی ایمان کی خبر داری کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم تکبر اور لاپروائی دِکھلا کر خدائے ذوالجلال کی نظر میں سرکش ٹھہرو۔ دیکھو خدا نے تم پر ایسے وقت میں نظر کی جو نظر کرنے کا وقت تھا، سو کوشش کرو کہ تا تمام سعادتوں کے وارث ہو جاؤ۔ خدا نے آسمان پر سے دیکھا کہ جس کو عزت دی گئی اس کو پیروں کے نیچے کچلا جاتا ہے اور وہ رسولؐ جو سب سے بہتر تھا اُس کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اُس کو بدکاروں اور جھوٹوں اور افترا کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کی کلام کو جو قرآن کریم ہے، برے کلموں کے ساتھ یاد کر کے انسان کا کلام سمجھا جاتا ہے۔ سو اس نے اپنے عہد کو یاد کیا۔ وہی عہد جو اس آیت میں ہے کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (سورۃ الحجر 15:10)۔ سو آج اسی عہد کے پورے ہونے کا دن ہے۔ اس نے بڑے زور آور حملوں اور طرح طرح کے نشانوں سے تم پر ثابت کر دیا کہ یہ سلسلہ جو قائم کیا گیا، اُس کا سلسلہ ہے۔ سوائے مسلمانوں کی ذریت! خدا تعالیٰ کے کاموں کی بے حرمتی مت کرو۔ پس آپؑ نے دنیا کو تنبیہ کی کہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے سے لڑائی مت کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تو وہ مدد اور نصرت بھی فرماتا ہے، نشانات بھی دکھاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پُر شوکت الفاظ میں فرمایا ہے، کہ دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ حضور انور نے فرمایا: پس آج دو سو سے اُوپر ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کی سچائی دنیا پر ظاہر فرماتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپؑ کے مشن کو پھیلانے میں حصہ دار بنائے اور ہمارے ایمان و ایقان کو مضبوط کرے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کرونا وائرس بیماری کے بارہ میں احتیاطی تدابیر

حضور انور نے وبا کرونا وائرس کے بارہ میں دنیا داروں کے تبصرے اور تجزیے پیش کئے اور فرمایا: پس اس وائرس نے دنیا کو اس بات پر سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ خدا کی طرف رجوع کریں لیکن حقیقی خدا اور زندہ خدا تو صرف اسلام کا خدا ہے جس نے اپنی طرف آنے والوں کو راستہ دکھانے کا اعلان فرمایا ہے۔ ایک قدم بڑھانے والوں کو کئی قدم بڑھ کر ہاتھ پکڑنے، اپنی پناہ میں لینے کا اعلان فرمایا ہے، پس اِن حالات میں ہمیں جہاں اپنے آپ کو سنوارنے، اپنی تبلیغ کو مؤثر رنگ میں کرنے کی ضرورت ہے، وہاں دنیا کو اسلام کے بارہ میں پہلے سے بڑھ کر متعارف کرانے کی ضرورت ہے، اور پھر ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا کو بتائے کہ اگر اپنی بقا چاہتے ہو، اپنے بہتر انجام چاہتے ہو تو اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانو کہ آخری زندگی کا انجام جو ہے، وہی اصل انجام ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرو۔

حضور انور نے فرمایا: کرونا کی وباء کے بارہ میں پہلے ہی میں ہدایت دے چکا ہوں یاددہانی بھی کروا دوں کیونکہ اب یہ تمام دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور یہاں بھی اس کا اثر بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ اب حکومت بھی اس بات پر مجبور ہو گئی ہے کہ زیادہ سخت اور بڑے اقدامات اٹھائے۔ جب بیماریاں آتی ہیں، وبائیں آتی ہیں تو ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہیں۔ اس لئے ہر ایک کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ حکومتی ہدایات پر عمل کریں۔ بڑی عمر کے لوگ گھروں سے کم نکلیں۔ اور یہی حکومت کا اعلان بھی ہے۔ مسجد میں آنے میں بھی احتیاط کریں۔ جمعہ بھی اپنے علاقے کی مسجد میں پڑھیں۔ اپنے جسم کی قوتِ مدافعت بڑھانے کے لئے اپنے آرام پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ اس کے لئے اپنی نیند کو اور بچوں کی نیند کو بھی پورا کرنا چاہئے۔ ایک بڑے آدمی کے لئے چھ، سات گھنٹے کی نیند ہے۔ بچے کے لئے آٹھ، نو گھنٹے یا دس گھنٹے کی نیند ہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ پھر بازاری چیزیں کھانے سے بھی پرہیز کریں۔ اِن سے بھی بیماریاں پھیلتی ہیں خاص طور پر یہ جو چپس وغیرہ کے پیکٹ ہیں، یہ بچوں کو کھانے کے لئے لوگ دے دیتے ہیں، یہ خطرناک ہیں، صحت کے لئے ان سے پرہیز کرنا چاہئے، یہ بھی انسانی جسم کو آہستہ آہستہ کمزور کرتے جاتے ہیں۔

پھر آج کل ڈاکٹر یہ بھی کہتے ہیں کہ پانی بار بار پینا چاہئے۔ ہاتھوں کو صاف رکھنا چاہئے، اگر سینیٹائزر نہیں بھی ملتے تو ہاتھ صابن سے دھوتے رہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کم از کم پانچ دفعہ وضو کرنے والے ہیں اُن کو صفائی کا موقع مل جاتا ہے، اس طرف خاص توجہ کریں۔ چھینک کے بارہ میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں مسجدوں میں بھی اور عام طور پر بھی اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے بھی رومال ناک پر رکھ کے یا بازو، آستین اپنا سامنے رکھ کے اُس پر چھینکیں تاکہ ادھر ادھر چھینٹے نہ اُڑیں۔ بہر حال صفائی بہت ضروری ہے اور اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ لیکن آخری حربہ دعا ہے اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے شر سے بچائے۔ ان تمام احمدیوں کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں جو اس بیماری میں مبتلا ہو گئے ہیں، کسی وجہ سے یا ڈاکٹروں کو شک ہے کہ ان کو بھی یہ وائرس ہے یا کسی بھی اور بیماری میں مبتلا ہیں، سب کے لئے دعا کریں۔ عمومی طور پر ہر ایک کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو اس وبا کے اثرات سے بچا کے رکھے جو بیمار ہیں انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے اور ہر احمدی کو شفا عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ ایمان اور ایقان میں بھی مضبوطی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27 مارچ 2020ء کو اپنے دفتر واقع اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو ایک خصوصی پیغام ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل جو وبا پھیلی ہوئی ہے وائرس کی اس کی وجہ سے حکومت نے پابندیاں لگائی ہیں دنیا میں بہت ساری حکومتوں نے اور یہاں برطانیہ کی حکومت نے بھی کہ مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں ہو سکتی یا اگر ہو سکتی ہے تو دو یا چند افراد سے زیادہ نہ ہوں اور وہ بھی قریبی لوگ ہوں۔ ابھی قانون واضح نہیں ہو رہا۔ کوئی تشریح کچھ کرتا ہے اور کوئی کچھ کہ یہ صرف جیسا کہ میں نے کہا کہ قریبی رشتہ

دار ہوں تبھی ہوسکتا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ دوست یا ساتھ رہنے والے ہوں تو بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ تو بہرحال ان حالات میں باقاعدہ جب تک واضح نہیں ہو جاتا جمعہ ادا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جمعہ میں بھی بعض چیزیں وضاحت طلب ہیں۔ اس لئے میں نے آج مشورے کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ دفتر سے ہی خطبہ کے بجائے ایک پیغام کی شکل میں آپ سے بات کرلوں اور مخاطب ہو جاؤں۔ جمعہ باقاعدہ نہ پڑھا جائے۔ جمعہ کے روز ایم۔ٹی۔اے پر خطبہ سننا خلیفہ وقت کا خطبہ سننا ایسا ہے کہ جس کی اب لوگوں کو عادت پڑ چکی ہے۔ اگر آج اس وقت میں جماعت سے مخاطب نہ ہوا تو لوگوں کو بعض دفعہ مایوسی بھی ہوتی ہے اور پھر اس کے علاوہ مختلف قسم کی قیاس آرائیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں اس لئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعت سے مخاطب ہو جاؤں اور اس کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا گیا کہ دفتر سے بیٹھ کر ایک پیغام کی صورت میں آپ سے مخاطب ہو جاؤں۔

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا آج جو جمعہ ہے وہ ہم تو نہیں پڑھیں گے اور آئندہ کے لئے ان شاء اللہ کیا طریق اختیار کرنا ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ بتا دیا جائے گا۔ لمبا عرصہ ہم جمعہ چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ میرا جماعت سے جیسا کہ میں نے کہا رابطہ بھی ضروری ہے اور آج کل کے حالات میں خاص طور پر اور بھی زیادہ ضروری ہے اس لئے وکلا اور متعلقہ لوگوں کے ساتھ مشورے کے بعد انشاء اللہ اس کا ہم حل نکال لیں گے۔

افرادِ جماعت کو بھی میں یہ کہوں گا کہ جیسا کہ جہاں مسجد میں آنے پر حکومت نے اس بیماری کی وجہ سے پابندی لگائی ہے یا پابندی تو نہیں لگائی یہاں مثلاً یو۔کے میں یہ ہے کہ انفرادی طور پر مسجد میں آ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا چند فیملی ممبران بھی آ کر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن وہاں یہی ہے کہ فاصلہ اتنا ہو کہ جو حکومت نے بتایا کہ آپس میں قریبی رابطہ نہ ہو لیکن اس کے باوجود باجماعت نماز اس طرح نہیں پڑھی جا سکتی سارے اکٹھے ہو کے آئیں۔ تو اسی صورت میں گھروں میں احباب جماعت کو چاہئے کہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے۔ جمعوں کو بہرحال لمبا عرصہ ترک نہیں کیا جا سکتا۔ خطبہ کے لئے جب گھروں میں لوگ جمعہ پڑھائیں گے اور اس کی تیاری کریں گے تو مطالعہ کریں گے اس سے علم بھی بڑھے گا اور یوں حکومتی پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھنا بھی دینی اور روحانی فائدہ کا موجب ہو جائے گا علمی فائدے کا موجب ہو جائے گا بلکہ الحکم نے آج کل جو لوگوں کی رائے کا سلسلہ شروع کیا ہے کہ ہم اس پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھ کر کس طرح وقت گزارتے ہیں اس میں اکثر لوگ یہ لکھ رہے ہیں کہ جماعتی قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور جماعتی لٹریچر پڑھ کر ہم اپنے علم میں اضافہ کر رہے ہیں اور بہت سے تبصرے تو آج کل مختلف دنیاوی سائنس پر دنیادار بھی کر رہے ہیں کہ اس وجہ سے ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور ہماری گھریلو زندگی واپس آ گئی ہے۔ پس ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو اپنی حالتوں کو سنوارتے ہوئے اور بچوں کی تربیت کرتے ہوئے گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ایم۔ٹی۔اے پر بڑے اچھے پروگرام آتے ہیں کچھ وقت ان پروگراموں کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے کی کوشش کریں اور اس کے علاوہ حکومت نے عوام کی بہتری کے لئے جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں آپ کی صحتیں قائم رکھنے کے لئے جو ہدایات دی ہیں جو قانون بنائے ہیں اس کی بھی پوری پابندی کریں اور سب سے بڑھ کر جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبات میں کہا تھا کہ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم جذب کر سکتے ہیں اور اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں اور یہی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے اور ایسے حالات میں بھی یہی نصیحت فرمائی ہے کہ سب سے زیادہ ضروری بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کا ایک بہت بڑا ہتھیار ہمیں دیا ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

جہاں تک جمعہ نہ پڑھنے کا سوال ہے بعض حالات میں باجماعت نماز اور جمعہ کی بعض حدیثوں سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ چھوڑے جا سکتے ہیں مثلاً بخاری کی ایک حدیث ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے فرمایا کہ تم اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہو تو اس کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ نہ کہنا بلکہ صَلُّوْا فِی بُیُوْتِکُم کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو کے الفاظ کہنا۔ پس گویا لوگوں کو یہ بات نئی لگی اور انہوں نے اس پر تعجب کیا اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہی فعل انہوں نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے۔ اگرچہ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں بھی بعض الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ناپسند کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو اس تکلیف میں ڈالوں کہ کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔ یہ مسلم میں بھی یہ روایت بعض الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس طرح آئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے فرمایا کہ تم اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہو تو اس کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ نہ کہنا بلکہ صَلُّوْا فِی بُیُوْتِکُم کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو کے الفاظ کہنا۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کی یہ بات نئی لگی تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو۔ یہ کام انہوں نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے اگرچہ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر میں اسے پسند کرتا ہوں کہ تمہیں اس حال میں باہر نکالوں کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔

علامہ امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اور اس حدیث میں بارش وغیرہ کی مجبوری کی بنا پر جمعہ کو ساکت کرنے کی دلیل موجود ہے اور یہی مسلک ہمارا ہے لکھتے ہیں وہ کہ یہی مسلک ہمارا ہے اور دوسرے فقہا کا ہے جب کہ امام مالکؒ کا مؤقف اس کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسی طرح فقہا نے جمعہ اور باجماعت کو ترک کرنے کے عذروں میں ایسی بیماری جس کے ساتھ مسجد میں حاضر ہونا مشکل ہو اس کو شامل کیا ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین میں کسی قسم کی تنگی روا نہیں رکھی۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ مسجد جانے سے رک گئے اور فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے اور صحیح مسلم میں بھی ہے۔ اسی طرح کسی بیماری کے پیدا ہونے سے خوفزدہ شخص بھی معذور قرار دیا ہے اور اس کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کی وہ روایت ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کی تفسیر خوف اور بیماری سے فرمایا۔ یہ سنن ابی داؤد میں درج ہے۔

بہرحال یہ بیماری جس میں بیماری پھیلنے کا بھی خطرہ ہے اور جس کے لئے حکومت نے بھی بعض قواعد اور قانون بنائے ہیں اور ملکی قوانین کے تحت ان پر چلنا بھی ضروری ہے ان صورتوں میں جمع ہونا ایک جگہ جمع ہونا اور نماز باجماعت ادا کرنا یا جمعہ پڑھنا مشکل ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا اپنے گھروں میں نماز باجماعت کی عادت

ڈالیں جہاں بچوں کو یہ علم ہو گا کہ نمازیں پڑھنا ضروری ہیں اور باجماعت پڑھنا ضروری ہے اور آج کل کے حالات کی وجہ سے ہم مسجد نہیں جاسکتے لیکن اس فرض کو اپنے گھروں میں نبھانا ضروری ہے اس کو پورا کرنا ضروری ہے اس پر خاص طور پر توجہ دیں۔ بعض دفعہ سفروں میں ایسے حالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی آئے تھے جب آپؑ نے جمعہ ادا نہیں کیا تو بہرحال بہت ساری روایات ہیں ایسی جس سے اس بارہ میں بھی وضاحت ہوتی ہے کہ متعدی بیماریوں میں جمع ہونا یا بیماریوں میں ایک دوسرے سے ملنا ٹھیک نہیں ہے اس کے لئے علیحدہ رہنا چاہئے اور علیحدہ رکھو۔ بہرحال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہم مستقل تو یہ نہیں چھوڑ رہے اور اس کے لئے متبادل انتظام بھی کر رہے ہیں کہ گھروں میں جمعہ ادا کریں۔ میں بھی کوئی انتظام کرنے کی کوشش کروں گا۔

اب یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس وبا سے دنیا کو جلد پاک کرے اور سب دنیا کو انسانیت کے تقاضے پورے کرنے والا بنائے اور خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں سب۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک ضروری اعلان

"جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں خط لکھتے ہیں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اُن کے تمام خطوط حسب معمول حضور انور کی خدمت میں پیش ہو رہے ہیں۔ تاہم کرونا وائرس کی وجہ سے آج کل کے جو حالات ہیں، اُن میں تمام خطوط کے جواب لکھنے والوں کی کمی کی گئی ہے۔ اس لئے اُن سب خطوط کا فرداً فرداً جواب ارسال کرنا ممکن نہیں۔

حضور انور آپ کے خطوط ملاحظہ فرما کر آپ کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل اور رحم فرمائے۔ اس وباء اور دوسرے مصائب ومشکلات سے ہر ایک کو بچائے۔ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہمیشہ اُس کے پیار کی نظریں آپ پر پڑتی رہیں۔ آمین!"

ملک لال خان

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا لین دین کے بارہ میں ایک انتباہ

آنحضرت ﷺ مقروض کا جنازہ نہ پڑھاتے

آنحضرت ﷺ تو مقروض کے بارہ میں اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ آپؐ جنازہ بھی نہیں پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت سلمہ بن اکواع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی گئی تو آپؐ نے پوچھا اس کے ذمہ کوئی قرض تو نہیں ادا کرنا؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں (پھر) پوچھا کیا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ جواب دیا گیا کہ نہیں۔ آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر ایک اور جنازہ لایا گیا، صحابہؓ نے درخواست کی یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ آپؐ نے پوچھا کیا اس کے ذمے کوئی قرض تو نہیں ہے؟ عرض کیا گیا ہاں! (پھر) پوچھا کیا کوئی چیز اس نے ترکہ میں چھوڑی ہے؟ عرض کیا تین دینار، آپؐ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا صحابہؓ نے عرض کیا حضور اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں آپؐ نے فرمایا کیا اس نے کوئی چیز (ترکہ میں) چھوڑی ہے۔ صحابہؓ نے کہا نہیں، پھر دریافت کیا، کیا اس کے ذمے کوئی قرض ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا تین دینار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ (یعنی آپؐ نے نہیں پڑھائی اور کہا کہ دوسرے پڑھ لیں۔) تو ابوقتادہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ اس کا قرض میرے ذمہ ہے اس پر آنحضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الحوالۃ، باب اذا احال دین المیت علی رجل جاز)

(بحوالہ کتاب تلقین عمل، صفحہ 369-373۔ ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ 5 نومبر 2011ء صفحہ 3)

(مرسلہ شعبہ امور عامہ جماعت احمدیہ کینیڈا)

بدلیں گے دعاؤں سے یہ حالاتِ کرونا

مکرم مولانا انیس احمد ندیم صاحب

مشنری انچارج وصدر جماعت احمدیہ جاپان

ٹل جائے گی تقدیر سے آفات کرونا
بدلیں گے دعاؤں سے یہ حالاتِ کرونا

رحمت سے خداوند کی مایوس نہ ہو تم
وا اس کا ہے در آؤ مناجات کرو نا

آئے گی بہار اب کے تو پھر پھول کھلیں گے
ہلکان نہ رو رو کے یوں دن رات کرو نا

بے چین ، فکر مند ، پریشان ہو گر تم
سجدوں میں بیاں سارے یہ حالات کرو نا

ویران ہے معبد تو کلیسا بھی ہے خالی
دکھلائے گا کیا کیا یہ کرشمات کرونا

مجبور ہیں لاچار ہیں مشرق ہو یا مغرب
چہروں سے ہویدا ہیں علامات کرو نا

ہر شخص حجابوں میں نقابوں میں ہے ملبوس
دیکھی ہیں عجب ہم نے کرامات کرونا

ہر شہر قرنطینہ و سنسان پڑا ہے
ہر ملک میں ارزاں ہے یہ سوغات کرونا

مشکل ہو پہاڑوں سی تو ٹل جاتی ہے اس سے
اخلاص سے کچھ صدقہ و خیرات کرو نا

غفلت کو کرو دُور کرو راضی خدا کو
الفت کی محبت کی شروعات کرو نا

روزوں کی اہمیت وفضائل

مکرم مولانا رانا غلام مصطفیٰ منصور صاحب مربی سلسلہ

روزہ کے لئے عربی میں ''صَــوْم'' کالفظ ہے۔جس کے معنے اِمْسَاک یعنی رُکنے کے ہیں۔اور اسلامی شریعت کی اصطلاح میں روزہ سے مرادطلوعِ فجر یعنی پَو پھٹنے سے لے کرغروب آفتاب تک کھانے پینے اورمیاں بیوی کے مخصوص تعلقات سے اپنے آپ کو روکنا ہے۔بشرطیکہ یہ عبادت کی نیت سے کیا جائے۔اسی طرح لغو باتوں اورکاموں سے بھی رُکا جائے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''اسلام میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے۔سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اسے بیماری کا یقین ہو۔یا سفر پر ہو۔یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہوگیا ہو۔ایسے لوگ جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں روزہ رکھیں۔اور جو بالکل معذور ہوگئے ہوں۔ان کے لئے کوئی روزہ نہیں۔

روزہ کی صورت یہ ہے کہ پَو پھٹنے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک انسان کوئی چیز نہ کھائے نہ پئے۔نہ کم نہ زیادہ اور نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے۔پَو پھٹنے سے پہلے وہ کھانا کھا لے تا کہ اس کے جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے اور غروب آفتاب پر روزہ افطار کردے۔صرف شام کو ہی کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنا ہماری شریعت نے ناپسند کیا ہے''۔ (تفسیر کبیر۔جلد2،صفحہ 374)

اَبُو ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ‘ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَہٗ اِلَّاالصِّیَامَ فَاِنَّہُ لِی وَاَنَااَجْزِیْ بِہٖ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُھُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ.

(صحیح بخاری۔ کتاب الصوم ،باب ھل یقول انی صائم اذا شُتِمَ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہوتا ہے۔سوائے روزہ کے۔کیونکہ وہ میرے لئے ہے۔اور میں ہی اس کا بدلہ ہوتا ہوں۔اور روزے ایک ڈھال ہیں۔اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو وہ کوئی فحش بات نہ کرے اور نہ شور وغل کرے۔اور اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو چاہیے کہ وہ کہہ دے: میں روزہ دار شخص ہوں۔اور اُسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔یقیناً روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بوئے مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں،جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔پہلی خوشی اس وقت ہوتی ہے۔جبکہ وہ افطار کرتا ہے اور دوسری جب وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔

روزہ ڈھال اور آگ سے بچانے والا مضبوط قلعہ

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ‘ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَ حِصْنٌ‘ حَصِیْنٌ مِّنَ النَّارِ

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ حدیث نمبر 9214)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک مضبوط قلعہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ الصِّیَام فَاِنَّہُ لِی وَاَنَا اَجْزِی بِہٖ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''واقعہ یہ ہے کہ کسی نیکی کا انسان کی ہر طاقت سے تعلق نہیں ہے سوائے روزے کے۔کسی نیکی کا کچھ طاقتوں سے تعلق کسی کا کچھ اور طاقتوں سے تعلق ہے لیکن پورا وجود خدا کی رضا کے تابع کرنے کے لئے روزے کی ضرورت پیش آتی ہے اس میں ہر قربانی داخل ہو جاتی ہے ہر عبادت داخل ہو جاتی ہے تو گویا جب انسان اپنے پورے وجود کو خدا کے سپرد کر دے تو اس کی جزا خدا بن جاتا ہے اور اگر پورا وجود نہ دے تو اس کی کچھ نہ کچھ دوسری جزا ہوگی۔پورے وجود کا پورا وجود جزا ہے۔ان معنوں میں آپ اسے بہتر سمجھ سکیں گے۔یعنی ایک لحاظ سے تو انسان اپنا پورا وجود چھوڑ کے اپنی اگلی پچھلی ساری نسلیں بھی خدا کو دے دے تو اس کے مقابل پر خدا کی ذات کا سودا نہیں ہوسکتا۔اس لئے اس کو آسان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ پیار کے سودے اس طرح فرماتا ہے،کہتا ہے،اچھا یوں کرتے ہیں تم مجھے پورا دے دو،مَیں پورا تمہارا ہو جاتا ہوں۔اور یہ مضمون روزے میں سمجھ آتا ہے۔اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آسان کرکے ہمیں سمجھا دیا کہ بہت ہی عظیم الشان موقع ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے تم نے سب کچھ مجھے دے دیا۔ہر طاقت میں سے مجھے لوٹایا ہے چونکہ تم پورے میرے ہو رہے ہو اس لئے مَیں آج پورا تمہارا ہو جاتا ہوں''

(خطبات طاہرؒ۔جلد6،صفحہ 291۔292)

پھر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ''الـصِّـیَـامُ جُـنَّـۃٌ'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے۔پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہے تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور وشر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔اب دیکھیں روز مرہ ہمارے گھروں میں جو معاشرے کے مسائل ہیں اگر ایک انسان اس نصیحت کو ہی پیش نظر رکھ کے اسے اپنا لے اسے مضبوطی سے پلّے باندھ لے تو کتنے ہی گھر جو جہنم بنے ہوئے ہیں جنت بن سکتے ہیں۔ایک مہینے کی یہ ریاضت ہے صرف،لیکن جو ایک مہینہ مسلسل اپنے گھر میں سخت کلامی سے بچ جائے،گالی گلوچ سے بچ جائے اسے یقیناً اپنے گھر میں ایک ایسی پاکیزہ تبدیلی دکھائی دے گی کہ سوائے اس کے کہ بالکل ہی کوئی جاہل مطلق ہو یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک مہینے کے بعد وہ دوبارہ بدیاں شروع کردے اور اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں سے پھر جہنم بنا لے''

(خطبات طاہرؒ۔جلد6،صفحہ 292)

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزہ کے ڈھال ہونے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"یہ قلعہ تو ہے لیکن اس ڈھال کے پیچھے اور اس قلعہ کے اندر کب تک اس قلعے میں حفاظت ہوتی رہے گی، کب تک محفوظ رہو گے۔اس کی وضاحت ایک اور روایت میں کر دی کہ جب تک اس کو جھوٹ یا غیبت کے ذریعہ سے پھاڑ نہیں دیتے۔تو رمضان میں روزوں کی جو برکتیں ہیں اسی وقت حاصل ہوں گی جب یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی جو بعض بظاہر چھوٹی لگ رہی ہوتی ہیں، آدمی معمولی سمجھ رہا ہوتا ہے ہر قسم کی برائیاں بھی ختم نہیں کرتے۔ان میں بہت بڑی برائی جو ہے جس کو آدمی محسوس نہیں کرتا وہ جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ بول رہے ہو تو اس ڈھال کو پھاڑ دیتے ہو۔لوگوں کی غیبت کر رہے ہو چغلیاں کر رہے ہو، پیچھے بیٹھ کے ان کی باتیں کر رہے ہو تو یہ بھی تمہارے روزے کی ڈھال کو پھاڑنے والی ہیں۔تو روزہ اگر تمام لوازمات کے ساتھ رکھا جائے تو ڈھال بنے گا۔ورنہ دوسری جگہ فرمایا پھر تو یہ روزہ صرف بھوک اور پیاس ہی ہے جو آدمی برداشت کر رہا ہوتا ہے۔" (خطباتِ مسرور۔جلد دوم،صفحہ 753)

"پس جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے روزے کو اپنی ڈھال بناؤ گے تو خدا تعالیٰ خود تمہاری ڈھال بن جائے گا۔اور نہ صرف بڑے بڑے گناہوں سے بچائے گا بلکہ ہر قسم کے چھوٹے گناہوں سے اور چھوٹی چھوٹی پریشانیوں سے بھی بچائے گا۔ہر شر سے بھی بچو گے اور نیکیاں کرنے کی توفیق بھی پاؤ گے۔لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے آپ کو ان تمام شرائط کا پابند رکھو جو روزے کے ساتھ وابستہ ہیں۔اس کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور ہر عضو بھی روزہ رکھے۔یعنی ڈھال فائدہ مند بھی ہوگی جب اس کا استعمال بھی آتا ہوگا۔صرف روزہ رکھنا، تقویٰ کے معیار حاصل نہیں کروا دے گا۔ بلکہ اس کے لئے اپنے آپ کی تربیت بھی کرنی ہوگی، اپنے آپ کو ڈھالنا ہوگا، اپنے آپ کو ڈسپلنڈ (Disciplined) کرنا ہوگا، ان شرائط کا پابند کرنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں۔"

(خطباتِ مسرور۔جلد ششم،صفحہ 359)

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْھَلْ وَ اِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَہٗ اَوْ شَاتَمَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّی صَائِمٌ مَرَّتَیْنِ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ یَتْرُکُ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ وَشَھْوَتَہٗ مِنْ اَجْلِی الصِّیَامُ لِی وَاَنَا اَجْزِی بِہٖ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الصوم ،باب فضل الصوم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزے ڈھال ہیں۔سو کوئی شخص فحش بات نہ کرے اور نہ جہالت کی بات۔اور اگر کوئی آدمی اُس سے لڑے یا گالی دے تو چاہئے کہ اس سے دو بار کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ وہ اپنا کھانا اور پینا اور اپنی شہوت میری خاطر چھوڑ دیتا ہے۔روزے میرے لئے ہیں اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان اور اس کے روزے بطور ڈھال کے تمہارے لئے بنائے گئے ہیں اور اگر تم روزے کی روح اور اس کی حقیقت کو سمجھو تو شیطانی حملوں سے تم خود کو محفوظ کر سکتے ہو۔اس لئے ضروری ہے کہ تمہاری زبان پر کسی قسم کا فحش نہ آئے۔شہوت کو اُبھارنے والی باتیں نہ آئیں۔اور لَا یَجْھَلْ. یہ بھی ضروری ہے کہ انسان جَھْل سے کام نہ لے۔

جَھْل کے تین معنی ہیں اور تینوں یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔

ایک معنی تو اس کے یہ ہیں کہ انسان علم سے خالی ہو یعنی اس کے معنی عدم علم کے ہیں۔پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کا سمندر قرآن کریم میں ہے۔ رمضان میں کثرتِ تلاوت کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں جیسا کہ دوسری جگہ آتا ہے اور یہی میری سنت اور یہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سنت ہے کیونکہ ہر رمضان میں وہ پورے قرآن کریم کا دَور آپ سے کیا کرتے تھے۔تو علم کے سمندر کا تمہیں پتہ دیا گیا اور اس سمندر میں غوطہ لگانے کے سامان تمہارے لئے مہیا کئے گئے۔اس لئے تم چوکس اور ہوشیار رہنا کہ کہیں اس موقع کو کھو نہ دو اس لئے روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ لَا یَجْھَلْ کہ اپنے اندر جہالت باقی نہ رہنے دے کیونکہ علم کے دروازے اس کے لئے کھولے گئے ہیں اور علم کے نور سے منور ہونے کی راہیں اسے بتائی گئی ہیں۔

دوسرے جَھْل کے معنی غلط اعتقاد کے ہیں۔پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم چونکہ کامل اور مکمل کتاب ہے جو شخص اسے سمجھتا اور اس کی حکمتوں کو جاننے کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ تمام اعتقاداتِ صحیحہ پر عبور حاصل کر سکتا ہے۔تو یہ موقع جب تمہیں دیا جاتا ہے کہ تم ہر قسم کے غلط اعتقاد کو اپنے ذہنوں اور دلوں سے نکال کر باہر پھینک دو تو اس موقع سے فائدہ اُٹھاؤ۔لَا یَجْھَلْ ایک مومن روزہ دار کو چاہئے کہ صحیح اعتقادات کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرے اور قرآن کریم سے پورا پورا فائدہ اُٹھائے، اس سے بے اعتنائی نہ برتے۔

تیسرے جَھْل کے معنی ہیں فِعْلُ الشَّیْءِ بِخِلَافِ مَا حَقُّہٗ اَنْ یُّفْعَلَ جو کام جس طور پر کرنا چاہئے اس طرح نہ کرنا۔تو لَا یَجْھَلْ کے معنی ہیں کہ رمضان میں حسنِ عمل کی طرف خاص طور پر متوجہ ہونا چاہئے۔یعنی جو اعمالِ صالحہ کا حق ہے وہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اسی لئے رمضان کے ساتھ صرف بھوکا رہنے یا پیاسا رہنے یا بعض دیگر پابندیوں کو بجالانے کا ہی حکم نہیں بلکہ سارے نیک اعمال کرنے کی طرف انسان کو توجہ دلائی گئی ہے اور یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ تمہاری زندگی اور تمہاری بقا کے لئے جو ضرورتیں ہو سکتی تھیں ان کو پورا کرنے کے سامان کر دیئے گئے ہیں اب تمہارا کام ہے کہ تم ان سے فائدہ اُٹھاؤ اور ایک صراطِ مستقیم پر تمہیں چلا دیا گیا ہے۔یہ صراطِ مستقیم اعمالِ صالحہ کا ہے تم اس صراطِ مستقیم پر چلتے رہو جہالت سے کام نہ لینا۔"

(خطباتِ ناصرؒ۔جلد اوّل،صفحہ 977-978)

عَنْ سَھْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَابًا یُقَالُ لَہُ الرَّیَّانُ یَدْخُلُ مِنْہُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَا یَدْخُلُ مِنْہُ اَحَدٌ غَیْرُھُمْ یُقَالُ اَیْنَ الصَّائِمُوْنَ فَیَقُوْمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْہُ اَحَدٌ غَیْرُھُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْہُ اَحَدٌ"۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الصوم ،باب الریان للصائمین)

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جنت میں بھی ایک دروازہ ہے۔جس کو ریان کہتے ہیں۔ قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے۔ان کے سوا کوئی اس سے داخل نہیں ہوگا۔ پوچھا جائے گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ان کے سوا کوئی اس سے داخل نہیں ہوگا۔پس جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ بند کر دیا جائے گا۔تو پھر کوئی بھی اس سے داخل نہیں ہوگا۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ بَاعَدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب فضل الصیام)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو

آگ سے ستر سال کی دُوری پر رکھے گا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِائَةِ عَامٍ.

(سنن نسائی۔ کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی سفیان ثوری)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس سے جہنم کو سو سال کی مسافت تک دُور کر دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”پس کوئی شبہ نہیں کہ ظلمات جسمانیہ کے دور کرنے کے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار و مکالماتِ الٰہیہ کی تحصیل کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔“

(خطباتِ نور، صفحہ 230)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”روزوں کی غرض یہ نہیں کہ تمہیں دُکھ دیا جائے لیکن اس میں شک نہیں کہ روزوں سے تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ تو کیا وہ شخص دانا ہے جو کونین اس لئے نہ کھائے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے۔ اور اس پھوڑے میں جس نے اس کی زندگی تلخ کر رکھی ہو نشتر نہ لگانے دے کہ اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ کونین سے منہ کڑوا ہوگا۔ اور نشتر سے درد ہوگا۔ مگر نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ تکلیف دور ہو جاوے گی۔ اس طرح روزہ بے شک تکلیف دیتا ہے، لیکن یہ نشتر ہے اُن ہزاروں پھوڑوں کے دور کرنے کا جو انسان کی رُوح میں ہوتے ہیں۔ ... پس جو روزہ اس لئے نہیں رکھتا کہ تکلیف ہوتی ہے وہ گویا علاج سے بچنا چاہتا ہے۔“ (خطباتِ محمودؓ۔ جلد6، صفحہ 460)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے تقویٰ حاصل کرنے کا ایک بہت ہی عمدہ ذریعہ ہمیں روزوں کی صورت میں مہیا فرما دیا اور روزے اور تقویٰ کا تعلق ایسا ہے کہ بعض دفعہ تقویٰ کے نتیجے میں روزے نصیب ہوتے ہیں بعض دفعہ روزے کے نتیجے میں تقویٰ نصیب ہوتا ہے اور گویا دونوں ہی ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔“

(خطباتِ طاہرؒ۔ جلد6، صفحہ 283-284)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”روزہ ڈھال ہے۔ حِفَاظَت کا ایک ایسا مضبوط ذریعہ ہے جس کے پیچھے چُھپ کر تم اپنے آپ کو شیطان کے حملوں سے محفوظ کر سکتے ہو۔ ... یہ قلعہ تو ہے لیکن اس ڈھال کے پیچھے اور اس قلعہ کے اندر کب تک اس قلعے میں حِفاظت ہوتی رہے گی، کب تک محفوظ رہو گے۔ ... جب تک اس کو جھوٹ یا غیبت کے ذریعے سے پھاڑ نہیں دیتے۔ تو رمضان میں روزوں کی جو برکتیں ہیں اُسی وقت حاصل ہوں گی جب یہ چھوٹی چھوٹی بُرائیاں بھی جو بعض بظاہر چھوٹی لگ رہی ہوتی ہیں، آدمی معمولی سمجھ رہا ہوتا ہے ہر قسم کی برائیاں بھی ختم نہیں کرتے۔ اُن میں بہت بڑی بُرائی جو ہے جس کو آدمی محسوس نہیں کرتا وہ جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ بول رہے ہو تو اس ڈھال کو پھاڑ دیتے ہو۔ لوگوں کی غیبت کر رہے ہو چُغلیاں کر رہے ہو، پیچھے بیٹھ کے ان کی باتیں کر رہے ہو تو یہ بھی تمہارے روزے کی ڈھال کو پھاڑنے والی ہیں۔ تو روزہ اگر تمام لَوَازِمَات کے ساتھ رکھا جائے تو ڈھال بنے گا۔ ... اللہ تعالیٰ ہمیں روزہ کو تمام شرائط کے ساتھ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خَالِصَةً اللہ تعالیٰ کی خاطر روزے رکھنے والے ہوں نہ کہ دنیا کے دِکھاوے کے لئے۔ کوئی نفس کا بہانہ ہمارے روزے رکھنے میں حائل نہ ہو اور اس مہینے میں اپنی عبادتوں کو بھی زندہ کرنے والے ہوں۔ ... رمضان میں دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ نیکیاں ... ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہو، اُس کا پیار حاصل کرنے والا ہو اور ہمیشہ اُس کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے۔ اور یہ رمضان ہمارے لئے، جماعت کے لئے غیر معمولی فتوحات لانے والا ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔“ آمین

(خطباتِ مسرور۔ جلد2، صفحہ 748 تا 754)

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالد

فون نمبر: 647-988 3494

ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

نویدِ رحمت

مکرم مرزا محمود احمد صاحب

ماہِ رمضاں نویدِ رحمت ہے
آیۂ خیر وجہِ برکت ہے

زندگی میں یہ ماہ پھر آیا
خوش نصیبی ہے اور سعادت ہے

بند ہیں سارے در جہنم کے
اور وا ہر ایک بابِ جنت ہے

اس میں قرآن کا نزول ہوا
ماہِ رمضاں کی یہ فضیلت ہے

ماہِ رمضاں کا آخری عشرہ
یاد رکھئے کلیدِ جنت ہے

تم ہو کمزور پر تمہارا خدا
قادر و مقتدر ہے قوت ہے

اس کے آگے جھکو بہ شب۔ بہ نیاز
کہ یہی بہتریں انابت ہے

ہر گھڑی عرش سے پیام سکوں
ہر گھڑی غیب سے بشارت ہے

ہم پہ اللہ کا ہے کرم محمود
ہم پہ سایہ فگن خلافت ہے

روح کے واسطے پیامِ نشاط
بہرِ دل موجبِ مسرت ہے

”چل رہی ہے نسیمِ رحمت کی“
رنگ پر شانِ استجابت ہے

قسط سوم

دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

خطبہ جمعہ 25 فروری 1983ء

☆ پھر حکمت کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ مناسب زمین کا انتخاب کیا جائے۔ دنیا میں بے شمار مخلوق ہے جس کو خدا کی طرف بلانا ہے۔ انسان نظری فیصلے سے یہ معلوم کر سکتا ہے کہ کن لوگوں پر نسبتاً کم محنت کرنا پڑے گی، کن لوگوں پر نسبتاً زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ ...

☆ اسی طرح تبلیغ میں بھی حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس زمین زیادہ ہے تو اچھی زمین کا انتخاب کریں۔ کیوں وقت ضائع کرتے ہیں؟ ...

☆ حکمت کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ خوب پہچانیں، سعید فطرت لوگوں کو چنیں اور ان میں سے بھی پہلے جرأت مندوں کو چنیں جو مردانہ صفات رکھتے ہوں۔ وہ ایسے ہوں جو آپ کے مددگار بنیں، آپ کے معین بنیں، وہ خود مبلغ بن جائیں۔ ...

☆ وقت کی رعایت سے میں ایک آخری بات جو سب باتوں پر حاوی ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ جب تک کسی کھیتی کی آبیاری نہ کی جائے اس وقت تک وہ پھل نہیں دے سکتی اور پانی دو طریق کے ہیں، ایک دنیا میں علم کا پانی جو آپ دیتے ہیں، یہ بھی بہت ضروری ہے لیکن اصل پھل اُس فصل کو لگتا ہے جسے آسمان کا پانی میسر آئے اور وہ آپ کے آنسوؤں کا پانی ہے جو آسمان کے پانی میں تبدیل ہوتا ہے۔ ...

☆ لازماً دعائیں کرنی پڑیں گی لازماً خدا کے حضور گریہ وزاری کرنی ہوگی۔

(خطبہ جمعہ 25 فروری 1983ء بحوالہ خطباتِ طاہرؒ، جلد دوم، صفحہ 120-122)

(شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا)

کورونا وائرس سے بچاؤ کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ ہدایات

بیان فرمودہ خطبہ جمعہ 10 اپریل 2020

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 اپریل 2020 میں Covid-19 کی عالمی وباء کے حوالہ سے احباب جماعت کو بعض نہایت اہم امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے زریں ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ ہدایات پر مشتمل بعض نکات ذیل میں درج کی کئے جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

☆ انسان کو عمومی طور پر یہ وبائیں اور آفات ہوشیار کرنے کے لئے آ رہی ہیں کہ تم اپنے پیدا کرنے والے کے بھی حق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق کے بھی حق ادا کرو، اس کے بندوں کے بھی حق ادا کرو۔

☆ بعض بیماریاں اور وبائیں یا طوفان ایسی ہیں کہ جب دنیا میں آئیں تو قدرتی طور پر اس کا اثر ہر ایک پر پڑتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ الٰہی جماعتوں کو اُن سے بالکل محفوظ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی مصلحتوں کے خلاف ہوتا ہے۔

☆ ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور بہت جھکنا چاہئے اور اُس کا رحم اور فضل مانگنا چاہئے۔

☆ اس وباء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے طاعون کے ساتھ ملانا اور پھر اس قسم کی باتیں کرنا کہ نعوذ باللہ جو احمدی اس بیماری میں مبتلا ہیں یا اس سے وفات پا گئے ہیں ان کا ایمان کمزور ہے یا تھا۔ یہ کسی کو کہنے کا حق نہیں ہے۔

☆ ان دنوں میں دوسروں کی مدد کرنے والے افراد کو ضروری احتیاطیں کرنی چاہئیں۔

☆ آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ ماسک پہنو۔

☆ بلاوجہ لوگوں کے گھروں میں آنے جانے سے بھی بچنا چاہئے۔ حکومت نے بھی منع کیا ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

☆ یوکے میں باوجود حکومت کے کہنے کے اور منع کرنے کے لوگ پارکوں میں جا کر اکٹھے ملنا جلنا رکھتے ہیں۔ اجازت تو صرف اس حد تک ہے کہ تم واک walk کر سکتے ہو، تھوڑی سی کھلی ہوا میں جا سکتے ہو۔ یہ نہیں ہے کہ پارکوں میں بیٹھ کر پکنکیں منانی شروع کر دو اور کئی لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ یہ غلط طریق ہے اور حکومت بار بار اس طرف توجہ دلا رہی ہے۔

☆ کاروں میں اکٹھے بیٹھ کر جو جاتے ہیں یہ بھی غلط طریقہ ہے۔ احمدیوں کو اس قسم کی حرکتوں سے بچنا چاہئے۔

☆ جن کے سپرد مدد کے کام ہیں، وہ تمام احتیاطوں اور دعاؤں کے ساتھ اس مدد کے فریضے کو سرانجام دیں اور بے احتیاطیوں سے بچیں۔ بلاوجہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ یہ کوئی بہادری نہیں ہے، یہ جہالت کہلاتی ہے۔ پس بہت احتیاط کریں۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاکیداً یہ بھی فرمایا کہ گھروں کی صفائی بہت زیادہ کرو اور اس کے متعلق خاص طور پر ہدایت فرمائی۔

☆ اسی طرح فرمایا کہ اپنے کپڑے بھی صاف رکھو اور نالیاں بھی صاف کراتے رہو۔ یہاں تو انڈر گراؤنڈ سارا سیویج سسٹم ہوتا ہے۔ یہ خاص طور پر غیر ترقی یافتہ ممالک میں جہاں نالیاں کھلی ہوتی ہیں یہ بہت ضروری چیز ہے کہ نالیاں صاف رکھی جائیں۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر فرمایا کہ سب سے مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو بھی صاف کرو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صلح کرلو۔

☆ ہمیں اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دعاؤں کا راستہ کھولا ہے اور خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ اگر خالص ہو کر اس کے آگے جھکا جائے تو وہ قبول کرتا ہے، کس رنگ میں قبول کرتا ہے، یہ وہ بہتر جانتا ہے۔

☆ اپنے لئے، اپنے پیاروں کے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، جماعت کے لئے اور عمومی طور پر پوری انسانیت کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔

☆ آج کل دعاؤں، دعاؤں اور دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو ہر لحاظ سے اور مجموعی طور پر جماعت کو بھی ہر لحاظ سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

☆ جو احمدی کسی کاروبار میں ہیں وہ ان دنوں میں اپنی چیزوں پر غیر ضروری منافع بنانے کی کوشش نہ کریں اور غیر ضروری منافع بنانے کی بجائے خاص طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں اور ضروری لازمی اشیاء میں غیر ضروری منافع بنانے کی بجائے ان چیزوں کو کم از کم منافع پر بیچیں۔

(روزنامہ الفضل لندن۔ 14 اپریل 2020ء)

خلیفہ خدا بناتا ہے

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔اس کے اثبات میں چند نظریاتی اور واقعاتی شہادتوں کا ایمان افروز تذکرہ اس مضمون کا موضوع ہے۔

نبی اور خلیفہ

خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً وہ وجود جو ایک نبی کے بعد اس کے جانشین ہوتے ہیں خلیفہ کہلاتے ہیں۔تاہم قرآنِ کریم میں دو انبیاء حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ فی الارض کہا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں آنے والے مہدی کو بھی خلیفۃ اللہ فرمایا ہے۔اس لفظی اشتراک کے باوجود نبی اور خلیفہ کے مقام الگ الگ ہیں۔ان کے باہم تعلق کی بہترین وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یوں ہے کہ نبی 'خدا کی مجسم قدرت' ہوتا ہے جب کہ خلیفہ 'اس کی دوسری قدرت کا مظہر'۔ (الوصیت۔روحانی خزائن، جلد20،صفحہ306)

ضرورتِ خلافت

قانونِ قدرت میں نفع بخش اشیاء، وجود اور سلسلے قائم رکھے جاتے ہیں۔نبوت ایک ایسا انعام ہے جو بدرجہ اولیٰ تسلسل چاہتا ہے۔پھر یہ کہ نبی کے ذریعہ مطلوبہ اصلاح اس کی محدود زندگی میں صرف ابتدائی طور پر ہو پاتی ہے اور اس تخم ریزی کی پوری تکمیل ایک لمبا عرصہ چاہتی ہے جو نبی کے جانشین خلفاء کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

”عند العقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی۔۔۔ یا تو وہ ایک لمبی عمر لے کر آویں....اور اگر ایسا نہیں تو پھر ان کے وارث۔۔۔ضرور پیدا ہونے چاہئیں۔“

(شہادۃ القرآن۔روحانی خزائن،جلد6،صفحہ345)

شائد اسی لئے آنحضرت ﷺ نے بطور اصول یہ فرمایا ہے کہ:

کوئی نبوت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد خلافت قائم نہ ہوئی ہو۔ (کنز العمال،جلد6،صفحہ109)

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اُن کے کام کی تکمیل کے لئے حضرت یوشع خلیفہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔

قرآنی شہادت

کیونکہ خلافت کا نظام سلسلۂ نبوت کا تتمہ ہے اور اس کی غرض نبی کے کاموں کی تکمیل ہے اس لئے لازم ٹھہرتا ہے کہ یہ جانشین ایسے ہوں جو اس نبی کے کمالات میں سے حصہ رکھتے ہوں۔یہی وہ ضرورت ہے جس کی خاطر خدائے علیم انبیاء کی طرح خلفاء کا انتخاب بھی خود کرتا ہے۔جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو مامور کیا تو اللہ نے فرمایا:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ

اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

(سورۃ ص 27:38)

اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد خلفاء کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا جیسا کہ فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص

(سورۃ نور 56:24)

اس آیت کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے:

”خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایمانداروں کے لئے یہ وعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ وہ انہیں زمین پر اپنے رسولِ مقبول کے خلیفے کرے گا۔انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا ہے۔“

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن،جلد1،صفحہ235 حاشیہ نمبر11)

چونکہ یہ وعدہ خدا کی طرف سے ہے اس لئے اس وعدے کے تحت بننے والے تمام خلفاء کو خدا ہی خلیفہ بناتا ہے۔

بار بار دہرائے جانے والی حقیقت

یہ حقیقت ہر انتخابِ خلافت پر دہرائی جاتی رہی ہے۔

i۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے یہ بتا دیا تھا کہ:

مَیں ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر مَیں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے اور خدا ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدائی مشیت کے تحت مومنوں کی جماعت اس کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہوگی۔ (صحیح بخاری۔کتاب الاحکام)

اس حدیث کی وضاحت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا۔“ (ملفوظات۔جلد پنجم صفحہ524)

ii۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا اظہار یوں فرمایا:

جس شخص نے مال کے متعلق کوئی بات دریافت کرنی ہو وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنا کر قوم کے مالوں کا امین بنایا ہے۔ (تاریخ عمر بن خطابؓ از علامہ ابن جوزیؒ،صفحہ 87)

iii۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے خود یہ خبر دی اور فرمایا:

خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اتارنا۔ (جامع ترمذی)

اس پیشگوئی میں خلیفہ کا بنایا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی مخالفت کو لوگوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔وقت آنے پر حضرت عثمانؓ نے یہی الفاظ دہرائے کہ 'مَیں اس ردائے خلافت کو ہرگز نہ اتاروں گا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔'

(تاریخ طبری۔جلد5،صفحہ121)

iv۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے بعد سلسلۂ خلافت کا قیام خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا اور فرمایا:

”جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے

لئے بھیج دے گا‘‘ (الوصیت۔روحانی خزائن،جلد20صفحہ305)

اور پھر اسی طرح ظہور میں آیا۔قدرتِ ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت مولانا نورالدینؓ نے بار بار یہ اعلان فرمایا:

’’جس طرح ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما۔اسی طرح پر خداتعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔‘‘

(ہفت روزہ بدر۔قادیان،11جولائی1912ء)

’’مَیں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔‘‘ (ایضاً)

اور یہ کہ ’’خلیفے اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔‘‘ (پیغامِ صلح۔24فروری1914ء)

v۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا:

’’خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔‘‘

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے؟۔انوار العلوم،جلد2،صفحہ 18)

’’میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہتا ہوں کہ میں نے حصول خلافت کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی۔میرے مولیٰ نے پکڑ کر مجھے خلیفہ بنا دیا ہے۔‘‘

(القول الفصل۔انوار العلوم،جلد2،صفحہ330)

خدا کا انتخاب کیسے؟

خلفاء کا انتخاب بظاہر مومنوں کی رائے سے ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اُسے خدا کا انتخاب قرار دیا جانا اُس مخفی خدائی تقدیر کی وجہ سے ہے جو اوّل خود خلیفہ چنتی ہے اور پھر اس کی مشیت اپنے خاص تصرف سے مومنوں کے دل اس چنیدہ وجود کی طرف مائل کر دیتی ہے اور کثرت رائے اس طرف ہو جاتی ہے اس وقت مجلسِ منتخبہ کی حیثیت ایک آلہ کی سی ہو جاتی ہے جسے خدا اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں میں لے لیتا ہے۔

یہ وضاحت پہلے بھی بیان ہوئی ہے جیسا کہ درج ذیل تحریر:

’’خدا تعالیٰ ۔۔۔لوگوں کے دلوں میں الہاماً ڈال دیتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو خلیفہ منتخب کر لیں جسے خدا تعالیٰ خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔‘‘

(ازالۃ الخلفاء از حضرت سید ولی اللہ شاہ،جلد اول،صفحہ19)

واقعاتی شہادتیں

نظریاتی طور پر اس اثبات کے ساتھ درج ذیل دس واقعاتی شہادتیں اس امر پر مزید ثبوت ہیں کہ خلیفہ کا انتخاب خدائی انتخاب ہوتا ہے۔اور یہ کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

1۔ منتخب خلفاء اس منصب کے خواہش مند نہیں ہوتے بلکہ اس ذمہ داری کو بوجھ جانتے ہیں۔

دنیوی مناصب کے لئے لوگ خواہشمند ہوتے ہیں اور ملنے پر خوش ہوتے ہیں۔جب کہ خلافت ایک ایسی ذمہ داری ہے کہ کوئی ہوش مند اس کی تمنا نہیں کر سکتا اور جن کے سپرد یہ ہوتی ہے وہ اسے بوجھ جانتے ہیں۔خلفاء کے اس مشترک ردِ عمل کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

i۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو فرمایا:

مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے امارت وخلافت کی کبھی بھی خواہش پیدا نہیں ہوئی اور نہ مَیں نے اس عہدہ کو مخفی یا ظاہراً اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء از امام سیوطیؒ صفحہ51)

نیز یہ کہ:

میرے سپرد یہ کام کر دیا گیا ہے جب کہ مَیں اسے پسند نہیں کرتا اور میری دلی خواہش تھی کہ کوئی اور شخص اس عہدہ پر فائز کیا جاتا۔

(تاریخ الخلفاء از امام سیوطیؒ صفحہ53)

ii۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہؓ کے مشورہ سے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد کیا تو انہوں نے فرمایا:

لَا حَاجَةَ لِي فِيهَا (سیرت عمر بن خطابؓ صفحہ48)

ترجمہ: مجھے اس خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔

iii۔ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتخابِ خلافت کے بعد اپنی پہلی تقریر میں فرمایا:

’’میری پچھلی زندگی پر غور کر لو مَیں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔مولوی عبدالکریمؓ مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو مَیں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کر لیا تھا۔۔۔۔مَیں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔‘‘ (ہفت روزہ بدر قادیان۔6جون1908ء)

کچھ عرصہ کے بعد ایک بار پھر فرمایا:

’’مَیں اس مسجد میں قرآن مجید ہاتھ میں لے کر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی خواہش ہرگز نہیں اور نہ تھی اور قطعاً خواہش نہ تھی۔‘‘

’’خدا تعالیٰ کے منشاء کو کون جان سکتا ہے اُس نے جو چاہا کیا۔‘‘

(ہفت روزہ بدر قادیان۔یکم فروری1912ء)

iv۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتخاب کے چند دنوں بعد فرمایا:

’’مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے۔‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان۔25مارچ1914ء)

v۔ پھر ہمارے سامنے کی بات ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات پر لندن روانہ ہوئے تو اُن کاموں کے پروگرام بنا کر گئے تھے جو آپ کا واپس آ کر کرنے کا ارادہ تھا۔

2۔ منتخب ہونے والا خدائی تقدیر کے تحت ایک نیا وجود بن جاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دلِ قوی ہونے کی روح اُس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اوّل آیت ۶ میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن،جلد17،صفحہ185)

درج ذیل چند واقعات سے خوب ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح خلفاء اس منصب پر مقرر کئے جانے کے بعد الٰہی تدبیر کے تحت ایک نئے وجود بن جاتے ہیں۔

i۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی رقیق القلب تھے۔قرآنِ کریم پڑھتے تو زار و قطار رونے لگتے۔ہجرت کے وقت جب دشمن غارِ ثور کے منہ تک آ گئے تو آپؓ آقا سے محبت کے سبب گھبرا گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اللہ کی مدد کے حوالے سے تسلی دی۔یہی حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو یکدم ایسے باہمت اور قوی ہو گئے کہ صحابہؓ کی اجماعی رائے کے برخلاف انتہائی مخدوش حالات کے باوجود اس لشکر کو جو آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات سے قبل تیار کیا تھا یہ کہہ کر روانہ کر دیا:

اللہ تعالیٰ کی قسم اگر پرندے میرے گوشت کو نوچ نوچ کر کھا لیں تو یہ میرے نزدیک اس امر سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ مَیں اپنی خلافت کی ابتداء اس امر کو روکنے سے کروں جس کے کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں دیا۔ (تاریخ الخلفاء از امام سیوطیؒ صفحہ55)

یہی سختی آپؓ نے منکرینِ زکوٰۃ اور شورش کرنے والے جھوٹے مدعیانِ نبوت کے ساتھ روا رکھی۔

ii۔ اس کے برعکس حضرت عمر فاروقؓ مزاج کے بہت سخت

تھے۔خلیفہ ہوئے تو دعا کی:

اے اللہ مَیں ضعیف ہوں مجھے قوت عطا کیجیو۔مَیں سخت ہوں مجھے نرمی عطا فرمانا۔مَیں بخیل ہوں مجھے سخی بنانا۔

(سیدنا حضرت عمر فاروقؓ از مولانا غلام باری سیف صاحب ،صفحہ 55)

اور بعد میں یہ حال ہوا کہ جہاں خدا کا حکم سنا۔یا کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھا تو رقت طاری ہو جاتی اور سختی صرف زیادتی کرنے والوں کے لئے رہ گئی۔

iii۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی نرم مزاج ہوتے تھے لیکن زمانہ خلافت میں جب انکارِ خلافت کے فتنہ نے سر اٹھایا تو آپؓ نے سختی سے اس کا سر کچلا اور اس کے لیڈروں کو دوبارہ بیعت کا حکم دیا۔اور ایک بار ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی:

’اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو کہ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔‘

(ہفت روزہ بدر قادیان۔11 جولائی 1912ء)

iv۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ کی عمر 25 سال تھی اور آپؓ کو ظاہر بین طفلِ مکتب کہتے تھے لیکن جب علم وعرفان کے سَوتے پھوٹے اور غیر معمولی عظیم انتظامی قابلیتوں کا اظہار ہوا تو خدا کے انتخاب کی حقیقت سب پر ظاہر ہوئی۔

v۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نیا وجود ظاہر ہوتے ہم سب نے خود دیکھا اور دیکھ رہے ہیں۔

3۔ مومنوں کے خوف کا امن سے بدلنا:

خلیفہ کے خدائی انتخاب ہونے کی ایک علامت قرآنِ کریم میں یہ بتائی گئی ہے کہ:

وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ (سورۃ نور 56:24)

ترجمہ:اور ضرور بدل دے گا اُن کے خوف کے بعد انہیں امن سے۔

کسی نبی یا خلیفہ کی وفات کا حادثہ مومنوں کو ان دیکھے خوفوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔اس خوف کا سبب وہ محبت ہوتی ہے جو انہیں جانے والے سے اور نظامِ جماعت سے ہوتی ہے اور جس کا بھلا دیکھنا اُن کا مقصودِ حیات ہوتا ہے۔یہ خوف اُسی وقت امن میں بدلتا ہے جب خدا تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہو جاتی ہے اور خدا کا منتخب کردہ ایک اور وجود سامنے آ جاتا ہے۔

اس کیفیت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمایا ہے:

’’آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا۔ ... ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ ... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔‘‘

(الوصیت۔روحانی خزائن، جلد20 ،صفحہ 305)

ان گزشتہ مثالوں کی مانند احمدی بھی ہر انتخابِ خلافت کے وقت پہلے خوف اور پھر امن کی کیفیت سے گزرے ہیں۔

4۔ امام کی ڈھال تلے خدا تعالیٰ جماعتِ مومنین کی حفاظت فرماتا ہے۔

مومنوں کی جماعتیں خوف کے امن سے بدلنے کا ان مواقع پر بھی مشاہدہ کرتی ہیں جب دشمن ظلم اور فساد کی راہ سے قوم پر خوف کی حالت طاری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ان مشکل حالات میں خلفاء اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پا کر جماعت کی یوں راہنمائی کرتے ہیں کہ دشمن کے سب منصوبے مکڑی کے جالوں کی طرح بے حقیقت ثابت ہو کر رفت گزشت ہو جاتے ہیں۔خدا تعالیٰ اپنے منتخب کردہ خلیفہ کو مومنوں کے لئے ڈھال بنا دیتا ہے اور اُسے وہ راہیں سجھاتا ہے جو مومنوں کو ان ابتلاؤں اور فتنوں سے بچائے رکھتی ہیں۔

تاریخ ایسے واقعات سے پُر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت فتنہ ہائے ارتداد، منکرینِ زکوٰۃ،اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کی شورش وغیرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت فتنہ انکارِ خلافت۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت اہلِ پیغام کی مخالفت،1934ء کی احراری شورش،فتنہ منافقین اور 1953ء کا ہنگامہ وغیرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وقت 1974ء کا ابتلاء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں 1984ء کا آرڈیننس اور

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وقت میں 2010ء کا سانحہ لاہور۔

یہ ایسے واقعات ہیں جن میں سے ہر ایک اپنی شدت کے لحاظ سے بہت خطرناک تھا لیکن خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کی ڈھال تلے اللہ تعالیٰ نے جماعت کی حفاظت کے خاص سامان فرمائے اور جماعت ان ابتلاؤں سے سرخرو ہو کر گزرتی چلی گئی۔

6۔ خلیفہ کی مخالفت کرنے والے ناکام و نامراد رہتے ہیں۔

خدا کے منتخب کردہ خلیفہ کی مخالفت کی وجوہات قرآنِ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں بیان فرمائی ہیں۔جب اُن کے انتخاب کی مخالفت فرشتوں نے اپنی گزشتہ خدمات کے حوالے سے کی کہ:

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ؕ

(سورۃ البقرہ 31:2)

ترجمہ:ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

اور ابلیس نے اپنے آپ کو زیادہ اہل اور بڑا جانا اور انکار کر دیا

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ (سورۃ البقرہ 35:2)

ترجمہ:اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔

خدا تعالیٰ نے اعلیٰ خدمات اور زیادہ اہلیت کے ان دونوں دعووں کو اُس آدم کے مقابلہ میں ردّ کر دیا جو اپنی کوئی بڑائی اور خدمت پیش نہیں کر سکتا تھا۔

یہی اصول آئندہ خلفاء کے بارے میں ٹھہرایا گیا ہے کہ:

وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورۃ النور 56:24)

ترجمہ از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ’بعد خلیفوں کے پیدا ہونے کے۔۔۔اگر کوئی بغاوت اختیار کرے اور اُن کی اطاعت اور بیعت سے منہ پھیرے تو وہ فاسق ہے۔‘

(شہادۃ القرآن۔روحانی خزائن،جلد6،صفحہ 334)

تاریخ یہی بتاتی ہے کہ خلافت کے مخالف ہمیشہ اپنے مقصد میں ناکام و نامراد رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتخاب کی مخالفت بڑے منظم طور پر کی گئی اور اس میں اُس وقت کے بہت سے بڑوں نے حصہ لیا لیکن خدائی تقدیر کے مطابق وہ سب چھوٹے کئے گئے اور صرف خود کو ہی نقصان پہنچایا۔انتخاب خلافت کے اگلے مواقع پر بھی جو آوازیں اٹھیں سب بے نوا رہیں۔

6۔ مخالفین کی جھوٹی خوشیوں کا پامال ہونا

خدائی سلسلوں کے مخالف،نبی اور اُس کے ہر خلیفہ کی وفات پر یہ خیال کر کے خوش ہوتے ہیں کہ اب یہ سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا لیکن ان کی یہ خوشی اس وقت پامال ہو جاتی ہے جب خدا تعالیٰ نئی قدرت دکھا کر جماعت کو تھام لیتا ہے۔کہ:

"قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔"

(الوصیت۔روحانی خزائن،جلد20،صفحہ 306)

اب بھی اس کے مطابق ظہور میں آیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایک مخالف نے لکھا:

"مرزا صاحب کی عدم موجودگی کے سبب احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو برداشت نہ کر سکے گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا"

(تحریر خواجہ حسن نظامی۔ پیسہ اخبار لاہور، 5جون 1908ء)

اور پھر خود جماعت کو ترقی کرتے دیکھا۔خلافت ثانیہ کے موقع پر جن افراد نے خلافت سے علیحدگی اختیار کی گزرتے وقت نے ان کا غلطی پر ہونا ثابت کر دیا ہے۔

اسی طرح بعد کے انتخابات کے موقع پر بعض اخباروں نے جماعت میں اختلاف ، پھوٹ اور گروپ بننے کی جھوٹی خبریں اڑائیں۔ یہ تمام مخالفین کی جھوٹی خوشیاں تھیں جو ہمیشہ کی طرح خدا کے بنائے ہوئے نئے خلیفہ کے قائم ہو جانے پر پامال ہوتی رہیں۔

7۔ خلیفہ کا جماعت کا محبوب اور مطاع ہو جانا

یہ ایک عجیب توارد ہے کہ مسندِ خلافت پر بیٹھنے والا یکدم پوری جماعت کا محبوب ہو جاتا ہے اور سب اُس کے مطیع۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت ایسا ہونے کی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمائی:

"مومن ... حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مبارک باد دیتے اور مرحبا کہتے ہوئے ان سے ملتے تھے۔آپؓ کی تعریف کرتے ... اور آپؓ کے لئے دعائیں کرتے تھے۔آپؓ کی تعظیم اور تکریم کے آداب بجالانے کے لئے لپکتے تھے۔اور انہوں نے آپؓ کی محبت کو اپنے دل کی گہرائی میں داخل کر لیا۔اور وہ اپنے تمام معاملات میں آپؓ کی پیروی کرتے تھے۔ اور وہ آپؓ کے شکر گزار تھے۔"

(اردو ترجمہ) (سر الخلافۃ۔روحانی خزائن،جلد 8،صفحہ 335)

حضرت خلیفہ ثانیؓ کے انتخاب کی کاروائی یوں بیان کی گئی ہے

مومنوں کی جماعت نے اس جوش اور ولولہ کے ساتھ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی طرف رُخ کیا کہ اُس کا نظارہ کسی دیکھنے والے کو نہیں بھول سکتا۔لوگ چاروں طرف سے بیعت کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے اور جوش کا یہ عالم تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ ... اور چاروں طرف سے یہ آواز اُٹھ رہی تھی کہ ہماری بیعت قبول کریں۔

(تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد صاحب، جلد3، صفحہ 517-518 نیا ایڈیشن)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے محبت ہر احمدی اپنے دل کی گہرائی میں محسوس کرتا ہے اور جو موقع پاتے ہیں آپ کی دید سے سیر نہیں ہوتے۔

8۔ خدا تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے خلیفہ کی دعائیں سنتا ہے

خلفاء کے ذریعے قبولیتِ دعا کا نشان بار بار ظاہر ہوتا ہے اور یہ ایک جاری شہادت ہے جو خدا سے اُن کے تعلق کو ثابت کرتی ہے۔ مومنوں کا خلیفۂ وقت سے دعاؤں کی درخواست کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اُن دعاؤں کو سننا روزمرہ کی بات ہے۔اس بارے میں ہر احمدی خود صاحبِ تجربہ ہے اور واقعات کا کوئی شمار نہیں۔

انفرادی معاملات کے علاوہ خلفاء جماعت کے لئے کس طرح دعائیں کرتے ہیں اس کا اندازہ ان کے درج ذیل چند ارشادات سے خوب ہو جاتا ہے۔

i۔ 'مَیں (بوجہ بیماری) سجدہ نہیں کر سکتا پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعائیں کرتا ہوں۔مَیں نے تمہاری بھلائی کے لئے بہت دعائیں کی ہیں'

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاول مندرجہ اخبار ہفت روزہ بدر قادیان۔ 26 جنوری 1911ء)

ii۔ 'تم میں اُن میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے... ایک بہت بڑا فرق ... ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں ہے۔تمہارا اُسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔'

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحوالہ برکاتِ خلافت۔صفحہ 5)

iii۔ 'بعض دفعہ ایسے بھی حالات آتے ہیں کہ خلیفہ ہفتوں ساری ساری رات آپ کے لئے دعائیں کر رہا ہوتا ہے جیسے 1974ء کے حالات میں دعائیں کرنا پڑیں، میرا خیال ہے کہ دو مہینہ تک مَیں بالکل سو نہیں سکا تھا۔کئی مہینے دعاؤں میں گزرے تھے۔'

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔روزنامہ الفضل ربوہ۔21 مئی 1978ء)

9۔ خدا تعالیٰ خلفاء کی تائید و نصرت فرماتا ہے اور کامیابیاں عطا فرماتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا اپنے بنائے ہوئے خلفاء کی مدد کرنا، انہیں کامیاب کرنا اور ان کے ہاتھوں ترقیات ہونا ایک ایسی روشن حقیقت ہے جو سب پر عیاں ہے۔یہ تاریخ بار بار دہرائی گئی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فتنہ انکارِ زکوٰۃ اور جنگ آزما مدعیان نبوت کی شورش کا بڑی کامیابی سے استیصال فرمایا۔

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اسلام کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں۔قیصر و کسریٰ کی فتح کے وہ نظارے جو آنحضرت ﷺ کو غزوۂ خندق کے دوران بے چارگی کے عالم میں دکھائے گئے تھے اس خلافت میں واقعہ بن گئے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت میں بحری بیڑے کے ذریعہ مسلمانوں کی برتری خشکی سے نکل کر سمندر کی وسعتوں میں بھی قائم ہو گئی۔اس دور میں خلیفہ کی عزل کا فتنہ بھی اٹھا اور ہمیشہ کی موت مر گیا۔

حضرت علیؓ کی خلافت میں باہم اختلافات نے سر اٹھایا جن سے آپؓ اللہ کی تائید سے کامیابی سے گزرے۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے موجودہ دَور میں بھی ایک مسلسل عمل کے طور پر جماعت کا قدم ہر خلافت کے زمانے میں ہر آن پہلے سے آگے بڑھ رہا ہے۔دنیا کے دو سو سے زائد ملکوں میں جماعتوں کا قیام، چوبیس گھنٹہ اسلام اور احمدیت کے لئے سرگرم ایم ٹی اے کے تین چینل، واقفین نو کی مسلسل بڑھتی ہوئی تعداد، پاکستان سے باہر کئی جامعات احمدیہ کا قیام، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں کا کھلنا اور حضور کا وہاں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانا اور ابھی حال ہی میں اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں تمام سہولتوں کے ساتھ خلافت احمدیہ کے دفاتر کا قیام، یہ سب تاریخ ساز حقیقتیں ہیں اور خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی حیرت انگیز مثالیں ہیں۔

10۔ ذاتی مشاہدہ

تاریخ سے ان نو شہادتوں سے گزرنے کے بعد، دسویں شہادت ہم میں سے بیشتر کی ذاتی گواہی ہے۔جنہوں نے چند سال قبل 19 سے 22 اپریل 2003ء کے درمیانی تاریخ ساز گھنٹوں میں روشن آنکھوں کے ساتھ، حاضرہ کر یا ایم ٹی اے پر اس حقیقت کا خود مشاہدہ کیا ہے کہ کس طرح پیارے محبوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے المیہ پر ہم ایک درد اور خوف کی حالت سے گزرے اور پھر ہم نے اس خوف کو اس اعلان کے ساتھ یکدم دُور ہوتا دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری سن لی اور ہم پر پھر سایہ کا سامان کر دیا۔اس لمحہ سکون کے سانس، خوشی کے آنسو اور اللہ تعالیٰ کے حضور کلمۂ شکر گویا حاصلِ زندگی تھے۔

اس مشاہدے کے بعد کسی مزید دلیل کے بغیر ہم سب حق الیقین کے ساتھ یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

جاری وساری انعام

اللہ تعالیٰ نے ہم پر خلافت کا یہ انعام کیا ہے اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ یونہی جاری رہے گا۔ ہماری نسلیں اور آگے ان کی نسلیں ہمیشہ اس انعام سے حصہ پائیں گی۔ کیونکہ یہ سلسلۂ خلافت دائمی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ آنے والے ادوار کی پیشگوئی فرمائی تو آپ نے دَورِ ثانی کے خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے بعد کسی اور دَور کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ان الفاظ میں دہرایا:

”دوسری قدرت ... کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ ... میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“ (الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 305)

اس کی وضاحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں کی ہے:

”جب تک خدا اس سلسلہ کو ساری دنیا میں پھیلا نہیں دیتا اس وقت تک قدرتِ ثانیہ کے بعد قدرتِ ثالثہ آئے گی اور قدرتِ ثالثہ کے بعد قدرتِ رابعہ آئے گی اور قدرتِ رابعہ کے بعد قدرتِ خامسہ آئے گی اور قدرتِ خامسہ کے بعد قدرتِ سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ، 22 ستمبر 1950ء)

اسی خبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انتخابِ خلافت کے بعد اپنی پہلی تقریر میں یوں بیان فرمایا:

’مَیں آپ کو ایک خوش خبری دیتا ہوں کہ ... اب ان شاء اللہ خلافتِ احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ ... اور خلافتِ احمدیہ ان شاء اللہ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ، 28 جون 1982ء)

انعام پر شکر کے تقاضے

اس جاری وساری انعام پر شکر واجب ہے اور اس کے تقاضے ہیں کہ:

اوّل، ہم مسلسل خلافت کی اہمیت، عظمت اور اس سے تعلق کا درس دہراتے رہیں تا یہ سبق ہر آنے والی نسل کے لئے ہمیشہ تازہ رہے۔

دوسرے، ہم خلیفۂ وقت کی اطاعت اس طرح کریں جو اس کا حق ہے پہلے خلیفة فی الارض کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسۡجُدُوۡا کا حکم دیا جو در اصل مکمل اطاعت ہی کا حکم تھا اور یہی حکم ہمیشہ رہے گا۔

جس طرح کل خلیفۂ وقت کے ارشاد 'بیٹھ جائیں' پر مسجد فضل سے باہر سڑکوں پر موجود سینکڑوں افرادِ جماعت بھی زمین پر یوں بیٹھ گئے گویا وہ اس ارشاد کے منتظر کھڑے تھے۔ اس طرح ہم سب آئندہ بھی آپ کے ہر ارشاد کو سنیں اور مانیں اور ہر حکم پر لبیک کہیں۔

تیسرے، مامور خلفاء کے بارے میں قرآن کریم کے ارشاد لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ (سورۃ بقرہ 286:2) کے تحت ہم مامور خلفاء میں بھی کوئی تفریق نہ کریں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ وجود ہیں اور گلشن میں کھلے اُن گلہائے رنگارنگ کی طرح ہیں جو جدا جدا رنگوں اور خوشبوؤں کے ہوتے ہیں لیکن سب پھول ہیں اور سب پیارے اور بہت ہی پیارے ہیں۔

چوتھے، یہ کہ ہم خلیفۂ وقت سے خوب محبت کریں اسے وہ محبوب جانیں جس کی ہر بات اہم اور ضروری ہوتی ہے اور جس کی ذرا سی ناراضگی بھی بھاری اور ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔ خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی یہی نصیحت فرمائی ہے کہ:

”اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور اسی کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء)

اللہ کرے کہ ہم ایسا ہی کریں اور اپنے عمل سے ہر دَم یہ ثابت کرنے والے ہوں کہ ہمارا پیارا امام خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہے۔

ہم کو حاصل خلافت کا سایہ ہوا

مکرم عطاء الحیٔ ناصرؔ صاحب، لندن

ہم پہ فضلِ خدا ہر قدم پر ہوا
ہم کو حاصل خلافت کا سایہ ہوا

جاوِدانی بہاروں کا موسم کھلا
گلشنِ دینِ احمد ہے مہکا ہوا

نصرتوں کے نظاروں کے شاہد ہیں ہم
اور عدو ہر قدم پر شکستہ ہوا

عصرِ حاضر میں وحدت خلافت سے ہے
یہ جہاں میں اماں کا سفینہ ہوا

راہبر ہے ہمارا، وہ شیرِ خدا
جو ہے تختِ مسیحا کا وارث ہوا

ہم خدا کے خلیفہ کے تابع ہوئے
جس کی طاعت کا ہے عہد باندھا ہوا

اس کی خاطر فرشتے محافظ ہوئے
اس کا حامی خدا ہر قدم پر ہوا

درود شریف سے مراتب کی بلندی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو درود شریف پڑھنے کی اس قدر تاکید فرمائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ کو ہماری دعاؤں کی حاجت ہے۔ نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں یہ طریق سکھایا ہے کہ اے میرے بندو! تم جب اپنی حاجات لے کر میرے پاس آؤ، میرے پاس حاضر ہو تو اپنی دعاؤں کو قبول کروانے اور اپنی حاجات کو پوری کرنے کا اب ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے پیارے نبی ﷺ کے ذریعہ سے مجھ تک پہنچو۔ اگر تم نے یہ وسیلہ اختیار نہ کیا تو پھر تمہاری سب عبادتیں رائیگاں چلی جائیں گی کیونکہ میں نے یہ سب کچھ، یہ سب کائنات اپنے اس پیارے نبی کے لئے پیدا کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

اگرچہ آنحضرت ﷺ کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔ لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو فیضان شخص مدعولہ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ پر فیضان حضرتِ احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو جو ذاتی محبت سے آنحضرت ﷺ کے لئے برکت چاہتے ہیں، بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔

(فرمودہ خطبہ جمعہ 5 ستمبر 2003ء بحوالہ روزنامہ الفضل لندن۔ 28 مارچ 2020ء)

ترجمہ وتلخیص: مکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا صاحب، آسٹریلیا

کورونا وائرس کے بارہ میں عالمی شہرت یافتہ ماہر متعدی امراض
مکرم ڈاکٹر فہیم یونس صاحب سے سیر حاصل گفتگو

”ہم گویا ایسے سپاہی ہیں جن کے ہاتھوں میں جنگ لڑنے کے لیے قینچیاں اور چھریاں ہیں جب کہ مدمقابل ایف سولہ اور ٹینکوں سے لیس ہے۔“

29 مارچ 2020ء کو ریویو آف ریلیجنز کی دو رکنی ٹیم نے امریکہ میں مقیم ڈاکٹر فہیم یونس سے کورونا وائرس سے پھیلی وباء کے بارے میں گفتگو کی۔ افادیت کے پیش نظر اس انٹرویو کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

(ادارہ)

ڈاکٹر فہیم یونس انفیکشن (Infection) سے پھیلنے والی بیماریوں کے سپیشلسٹ (specialist) ہیں اور اس حوالے سے عالمی شہرت رکھتے ہیں۔ آپ یونیورسٹی آف میری لینڈ یو سی ایچ میں چیف کوالٹی آفیسر اور چیف آف انفیکشیس ڈیزیز (Chief of Infectious Diseases) ہیں۔

ٹیم: ڈاکٹر فہیم السلام علیکم

ڈاکٹر فہیم: وعلیکم السلام

ٹیم: اس سے قبل ہم سارس SARS (Severe Acute Respiratory Syndrome) اور سوائن فلو Swine Flu جیسی کئی وبائیں دیکھ چکے ہیں لیکن اس بار ہم اس وباء پر قابو پانے کے لئے جس قسم کے عالمی اقدامات کو ہوتا دیکھ رہے ہیں وہ اس سے قبل نہیں دیکھے گئے۔ دکانیں بند ہیں، ٹرانسپورٹ بھی متاثر ہے تو آخر کووڈ (Covid-19) میں ایسا کیا ہے جو اسے مختلف بناتا ہے؟

جواب: بہت ہی اچھا سوال ہے۔ میرے خیال میں اس کا سادہ سا جواب ہے۔ اس کی شدت (Impact)۔ اگر آپ کو یاد ہو تو جنوری، فروری 2020ء میں سارے لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ یہ ایک قسم کا فلو ہے۔ اس کی شرح اموات صرف دو فی صد ہے۔ یہ دو فیصد کا عدد بہت ہی گمراہ کن تھا۔ اگر آپ 2003ء میں پھیلنے والے سارس (SARS) کو دیکھیں تو اس کی شرح اموات 8 فیصد تھی لیکن پوری دنیا میں اس سے مرنے والوں کی تعداد 900 سے بھی کم تھی۔ جب کہ اس وقت کووڈ 19 سے مرنے والوں کی تعداد 26 ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ (یہ تعداد اس وقت نوے ہزار بلکہ اب تو ایک لاکھ سے زیادہ تک پہنچ چکی ہے۔) تو کووڈ 19 نے جو کچھ تین ماہ میں کیا ہے وہ سارس، دو سال میں بھی نہ کر سکی تھی۔

پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیوں؟ یہ والا وائرس اس قدر مہلک کیوں ہے؟

دراصل گزشتہ 17 برسوں میں دنیا میں بہت کچھ بدلا ہے، مثال کے طور پر گلوبل ٹریول (Global Travel) یعنی عالمی سیاحت۔ 2003ء میں سالانہ ایک اعشاریہ پانچ بلین لوگ سیر وسیاحت میں مصروف تھے۔ اب یہ تعداد چار بلین سے بھی تجاوز کر چکی ہے، تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس وسیع پیمانہ پر اور کہاں کہاں یہ وائرس دنیا میں پہنچا ہے۔

ایک اور اہم نکتہ (Data Point) یہ ہے کہ چین کے شہر ووہان (Wuhan) کے لئے سفری پابندی کب عائد کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وائرس نومبر یا دسمبر میں ظاہر ہوا۔ معین وقت کا تو علم نہیں لیکن فرض کریں کہ دسمبر میں ہوا۔ اب اگر آپ پیچھے مڑ کر دیکھیں تو سفری پابندی 21 جنوری تک عائد نہیں کی گئی تھی۔ تو لاک ڈاؤن شروع ہونے سے پہلے 21 جنوری تک ووہان سے سات ملین سے زیادہ لوگ نکل چکے تھے۔ اس تعداد کو ذہن میں رکھتے ہوئے دو فیصد کا حساب لگائیں اور اس کا موازنہ عام فلو سے کریں (یو۔کے کا تو مجھے علم نہیں لیکن امریکہ میں ہر سال 35 ہزار کے لگ بھگ افراد فلو کے ہاتھوں موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔) تو کورونا وائرس سے مرنے والوں کی تعداد اس سے دس یا بیس گنا زیادہ ہو سکتی ہے۔ اس کا مطلب امریکہ میں پانچ لاکھ افراد کی موت ہو سکتی ہے۔

اس سے بھی بڑی مشکل اس کے ضمنی مسائل ہیں۔ دس تا پندرہ فیصد ایسے لوگ ہوں گے جنہیں ہسپتال میں داخل کرنا پڑے گا۔ اگر امریکہ کی صرف دس فیصد آبادی بھی اس وائرس کا شکار بنتی ہے، (اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔) تو اس کا مطلب ہسپتالوں میں داخل ہونے والوں کی تعداد چھ ملین ہوگی۔ پورے امریکہ میں ہسپتالوں کی تعداد 5000 ہے۔ اس کا مطلب ہر ہسپتال پر ایک ہزار اضافی مریضوں کا بوجھ پڑے گا۔ یہی وجوہات ہیں جو اس مسئلے کو اور زیادہ گمبھیر بنا رہی ہیں۔

میں اسے ملین پیپر کٹس (a million paper cuts) سے ہونے والی موت قرار دیتا ہوں۔ ہوا کچھ یوں ہے کہ بہت سارے چھوٹے چھوٹے عوامل اس طرح سے جمع ہوئے ہیں کہ انہوں نے مل کر زور پکڑا ہے۔

اول طور پر آپ کے پاس ایک نیا وائرس ”ایک نوول ایجنٹ“ (ایک انجانی قوت) کے طور پر آیا ہے۔ ایسا نیا وائرس جو جانوروں سے انسانوں میں آیا ہے، اور چونکہ انسانوں کا اس سے پہلے کبھی واسطہ نہیں پڑا اس لئے ہم اس کے خلاف قوتِ مدافعت نہیں رکھتے۔ گویا اس نے ہمارے مدافعاتی نظام کو بے خبری کی حالت میں آلیا۔

دوم، اس کا حملہ ایسی جگہ ہوا جو انتہائی ممکن حد تک گنجان آباد تھی۔ اگر یہ وائرس مالدیپ جیسے کسی جزیرے میں ظاہر ہوتا، تو عین ممکن تھا کہ یہ دنیا کے کسی اور خطے تک پہنچ ہی نہ پاتا۔ ووہان، نیویارک سے بڑا ہے۔ نیویارک کی آبادی 8 ملین ہے جب کہ ووہان کی 11 ملین۔

سوم، یہ نئے سال کے موقع پر ہوا جب کہ سفری سرگرمیاں اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ اور طرہ یہ کہ اوپر سے پھر چینی سالِ نو کی تقریبات تھیں۔

چہارم، یہ کہ سات آٹھ ہفتوں تک تو اس کی شناخت ہی نہ ہو سکی۔

میں چینیوں پر کوئی تنقید نہیں کر رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک نئے جرثومے کی موجودگی کا پتہ چلانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ اس لئے اس وائرس کی تباہ کن صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں تو چینیوں نے بہت ہی بڑا کام کیا ہے۔

جب کسی فرد کو فلو ہوتا ہے تو وہ ایک یا دو نئے افراد کو لگا دیتا ہے۔ لیکن کورونا ایک فرد سے دو یا تین افراد میں منتقل ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کسی کو یہ فرق معمولی سا لگے لیکن اگر پوری آبادی کے تناسب سے دیکھیں اور پھر وائرس کے تیسرے، چوتھے، پانچویں حملے کا حساب کریں تو متاثرین کی تعداد ہزاروں لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔

پس یہ بہت سے عوامل ہیں جو اکٹھے ہو گئے ہیں اور اسی لئے اس کا اس قسم کا اثر پڑا ہے جو آپ کے سامنے ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں۔

ٹیم: آپ نے بہت مفید باتیں بتائیں۔ سوشل میڈیا پر آپ نے اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹ سے اس ضمن میں بہت کچھ کہا ہے اور اس وائرس کے بارہ میں پھیلائی گئی توہمات کے قلع قمع کی ضرورت پر بہت تفصیل سے بات کی ہے۔ کیا آپ ہمیں بتائیے گا کہ ان میں سے سب سے اہم بات کون سی ہے؟

ڈاکٹر فہیم: ... خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ زیادہ اہم بات کون سی ہے۔ میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ میں (ٹوئٹر کا استعمال) کیوں کر رہا ہوں۔ میں کثرت سے موصول ہونے والے ٹیکسٹ میسجز Text Messages، وٹس ایپ WhatsApp اور فون کالز کا ساتھ ساتھ جواب دینے کے قابل نہ رہا تھا جو کہ دوستوں، رشتہ داروں اور ممبران احمدیہ مسلم کمیونٹی کی طرف سے لگاتار موصول ہو رہے تھے، اور کام کی طرف سے بھی، کیونکہ ہر شخص فکرمند تھا۔ تو اتنی بڑی تعداد میں سوالوں کے فرداً فرداً جوابات دینے کے قابل نہ رہا۔ جب کہ ان میں سے بہت سے سوالوں کا حقیقت سے بھی کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ تو ایسے میں میری بیٹی نے کہا کہ ابو آپ اس کے بارہ میں ٹوئیٹ Tweet کریں کیونکہ بہت سارے لوگ ٹوئٹر (Twitter) پر ہوتے ہیں۔ تو اس طرح سے میں نے ان توہمات کے بارہ میں ٹوئیٹ کرنا شروع کر دیا جس سے مجھے دنیا بھر سے response یعنی ردِ عمل ملے۔ اس سے مجھے احساس ہوا کہ یہ ایک خدمت ہے۔ میرے خیال میں اور بھی بہت سے لوگوں کو اس قسم کے سوالوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہوگا۔

دو تین ہفتہ قبل میڈیا پر سارے لوگ ہی گرم مہینوں کی بات کر رہے تھے کہ (گرمی آئے گی تو) وائرس چلا جائے گا۔ تو اس وقت یہ ایک بڑی مشہور افواہ تھی۔ اگر اس وقت یہ سوال مجھ سے کیا جاتا تو میں یہ کہتا ہوں کہ اوّلاً افواہ (Myth) یہی ہے۔ لیکن پھر اس کے ہفتہ بعد فرانس سے آئبوپروفن (Ibuprofen) کا قصہ نکل آیا۔ اور پھر ایک برطانوی ڈاکٹر، غالباً ان کی E.N.T (امراض کان، ناک، گلا کے ماہرین) سوسائٹی نے بات کی کہ سونگھنے کی حس متاثر ہو سکتی ہے۔ گویا سونگھنے کی حس ختم ہوئی تو سمجھو کووِڈ ہو گیا ہے۔ چھوڑیں بھی، میرے خاندان میں ایسے لوگ ہیں جو کئی سالوں سے سونگھنے کی حس سے محروم ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اس خوف سے ہی مر جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ (توہمات) میڈیا کے ادوار کے ساتھ چلتی ہیں۔

ٹیم: ایک احمدی مسلم ہونے کی حیثیت سے، جب کہ ظاہر ہے کہ آپ اس وقت فرنٹ لائن پر ہیں تو، آپ کا عقیدہ اس مشکل وقت میں آپ کا کیسے مددگار ثابت ہو رہا ہے؟

ڈاکٹر فہیم: جی، مجھے یہ سوال سن کر خوشی ہوئی، کیونکہ ایک روز قبل میرا ایک ساتھی بھی مجھے ملا، وہ بھی متعدی امراض کا سپیشلسٹ ہے اور بہت ہی قابل آدمی ہے۔ اور اس نے کہا کہ میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ تم اس کا کیا جواب دو گے۔ لیکن پھر بھی تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ مجھے کچھ بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس نے کیا سوچ رکھا ہے۔

اس نے کہا ”تم ڈرے ہوئے نہیں؟“۔ یہ سن کر میں زور سے ہنس پڑا اور اس سے کہا کہ تم نے بتایا ہے کہ تمہیں میرے جواب کا پہلے سے علم ہے، تو بتاؤ کیا جواب ہے؟

اس نے کہا مجھے علم ہے کہ تم کہو گے ”نہیں“۔

میں نے جب کہا کہ ہاں یہی درست جواب ہے، تو اس نے پوچھا کہ وہ کیوں؟ میں نے کہا کہ دیکھو ایک ایمان والا ہونے کی وجہ سے میں تو عام اوقات میں بھی موت کو یاد رکھتا ہوں!

پھر اس کو کسی ناقابل فہم فلسفہ میں غوطہ دیئے بغیر جو کچھ بتایا، وہی تھا جو ہمارے خلفائے کرام نے ہمیں بتایا ہوا ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ خدا سے ڈرنا، (نہ کہ کسی اور چیز سے) مجھے یقین ہے کہ اگر ایمان نہ ہوتا تو مزا ہی نہ ہوتا۔

میں فی الحقیقت یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وقت ایمان افروز ثابت ہو رہا ہے۔ میں ”فرنٹ لائن پر ہونے کی وجہ سے چنداں خوفزدہ نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں بہت خوش ہوں۔ میں اپنے پیشے میں بھی مزید مقصدیت ڈھونڈ پایا ہوں۔ مریضوں کو تو میں پہلے بھی دیکھتا تھا اور ان کی مدد بھی کرتا تھا لیکن جس درجہ کی راحت ان ایام میں ہم لوگوں کو بہم پہنچا سکنے میں کامیاب ہو رہے ہیں، میرے خیال میں اس کا براہ راست تعلق ایمان سے بنتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا موضوع ہے کہ ایمان کس طرح سے اس عمل کا حصہ بن جاتا ہے لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اس کا شامل و معین بھی ہے اور مرکز بھی۔

ٹیم: یہاں، جب ڈاکٹروں سے اور دیگر ہیلتھ ورکرز سے بات ہوتی ہے اور اسی طرح میڈیا پر بھی یہ سنتے ہیں کہ بہت سارے ڈاکٹر، یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے، اسے دیکھ کر فرسٹریشن اور مایوسی کا شکار ہیں۔ اور اسی طرح شرح اموات کو دیکھ کر قریباً صدمے والی حالت سے دوچار ہیں تو ان میں سے ان کو جو کسی قسم کا اعتقاد نہیں رکھتے، آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

ڈاکٹر فہیم: دیکھیں مجھے موت اور دکھ سے صدمہ نہیں پہنچتا کیونکہ اگر میں ہر دکھ کو روک سکنے والا ہوتا تو پہلے میں اپنے والدین کو مرنے سے بچاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی وقت تو ہم نے رخصت ہونا ہی ہے۔ فرسٹریشن مجھے بھی ہوتی ہے، غصہ بھی آتا ہے جو کہ سہولیات کی عدم دستیابی پر آتا ہے۔ ڈاکٹر کی حیثیت سے میرے پاس مریضوں کے لئے مناسب تعداد میں ٹیسٹ (کٹ) بھی موجود نہیں۔ امریکہ میں رہتے ہوئے، جو کہ سائنس اور معیشت کا ”پاور ہاؤس“ ہے، میرے پاس مناسب تعداد میں فیس ماسک تک نہیں، این 95 ماسک کی تعداد بھی کافی نہیں۔ میری اپنی ٹیم کے پاس حفاظتی لباس بھی مناسب تعداد میں موجود نہیں۔ ان باتوں سے مجھے فرسٹریشن ہوتی ہے۔ ہم گویا ایسے سپاہی ہیں جن کے ہاتھوں میں جنگ لڑنے کے لیے قینچیاں اور چھریاں ہیں جب کہ مدمقابل ایف

سولہ اور ٹینکوں سے لیس ہے۔"

مریضوں کے حوالے سے دیکھیں تو میرے پاس اس مرض کا کوئی علاج نہیں، کوئی ویکسین نہیں۔ تو دیکھیں کہ ہم کس قدر لاچار اور بے بس ہیں۔

بظاہر تو جیسے آپ ٹی وی ڈراموں میں دیکھتے ہیں، ہمارا نظام انتہائی اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے۔ ایمرجنسی شعبہ میں منٹوں میں ٹیسٹ ریزلٹ آ جاتے ہیں، ساتھ سی ٹی سکین ہو رہا ہوتا ہے اور پھر مریض کا سینہ کھول کر اس کے دل کو پمپ کرتے ہیں، تب تک ٹراما سرجن (Trauma surgeon) بھی پہنچ جاتا ہے۔ تو ایسا کام کرنے کی صلاحیت رکھنے والوں کو جب آپ مطلوبہ سہولیات فراہم نہیں کر کے دیں گے تو ان میں فرسٹریشن نے تو جنم لینا ہی ہے۔

لیکن جہاں تک موت اور مرنے کا عمل یا دکھ، اذیت کا تعلق ہے، تو ہمارا کام اپنی پوری کوشش کرنا ہے، باقی زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

میں مریضوں کا علاج ایسے ہی کرتا ہوں گویا میری فیملی ہو۔ اور اسی لئے میں نے یہ مثال دی کہ میرے دونوں والدین میرے سامنے فوت ہوئے اور میں ان کے لئے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تو میں اس پہلو کو ملحوظ رکھتا ہوں۔

ڈاکٹر کی حیثیت سے ہمارا کام لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ لیکن ڈاکٹر ہوتے ہوئے ہم نے بھی مرجانا ہے، ہمارے اپنے افراد خانہ نے بھی بالآخر اللہ کو پیارے ہو جانا ہے، پس یہ زندگی کا حصہ ہے۔

ٹیم: شکریہ۔ کیا وجہ ہے کہ پوری دنیا اس وباء سے نپٹنے کے لئے نہ تو تیار تھی اور نہ ہی خود کو تیار کر پائی۔ اگلی وباء کو کیسے روکیں گے؟

ڈاکٹر فہیم: یہ بہت ہی اچھا سوال ہے۔ اور ایک بار پھر کہوں گا کہ مجھے علم نہیں۔ میں آپ کو اس کا سادہ سا جواب کیا دوں؟۔ جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں (اس جنگ میں) ہم ڈاکٹر اور نرسیں پیادوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہم عالمی وباؤں کے لئے منصوبہ بندی کرنے والے لوگ نہیں۔ اس کام کے لئے کئی بلین ڈالر چاہیے ہوتے ہیں۔ اگر آپ ان دنوں گردش کرنے والی ٹیڈ ٹاک (Ted Talk) جو کہ ٹیکنالوجی، انٹرٹینمنٹ یعنی فنون لطیفہ سے متعلق ثقافتی پروگرام اور ڈیزائن کے موضوعات پر مختصر دورانیہ کی ماہرانہ گفتگو نشر کرنے والی میڈیا ویب سائٹ ہے۔ (ناقل) دیکھی ہو تو آپ کو پتہ چلے گا کہ بل گیٹس (Bill Gates) نے آج سے پانچ سال پہلے اس کی پیشگوئی کر دی تھی۔ لوگ اسے خالصتاً ایک غیر معمولی ذہین وفطین یعنی Geneious قرار دیں گے۔ لیکن میرے خیال میں اس کے پیچھے پیسہ اور اقتدار کارفرما ہوتا ہے۔ اور پھر ذاتی مفادات، طاقت، شہرت اور انا بھی، اور پھر ان کی باہمی کشمکش کے درمیان اصل مقصد کہیں غائب ہو جاتا ہے۔ یا پھر شاید یہ ان تمام باتوں سے بالا کوئی اور امر ہوتا ہے۔

جب لوگوں کو اپنے اپنے خساروں کی فکریں لاحق ہوں تو انہیں اس قسم کی منصوبہ بندی پر کیسے آمادہ کیا جا سکتا ہے جو باہمی اتحاد کی متقاضی ہو؟

وائرس کو دیکھیں تو وہ عالم انسانی کے خلاف متحد ہو کر حملہ آور ہوا ہے، وہ تمہارے تیار کردہ کسی سوالنامہ والے سوال نہیں پوچھتا، کہ بتاؤ تم برٹش ہو یا امریکن؟ احمدی ہو یا شیعہ؟، کالے ہو یا گورے؟، مرد ہو یا عورت؟ امیر ہو یا غریب؟

میرے خیال میں یہ وائرس انتہائی "با اخلاق وائرس ہے، صرف ایک سوال پوچھتا ہے کہ "کیا تم انسان ہو؟ اور ہم انسان تو ہیں، لیکن بٹے ہوئے ہیں۔ عالمی وباء کے لئے متحد ہو کر منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ وہ متحدہ پلیٹ فارم کہاں ہے؟ کون سا پلیٹ فارم ہے جس پر ہم عالمی نوعیت کے متفقہ فیصلے کر رہے ہیں؟

یہی وہ نکتہ ہے جس کی طرف احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم از کم گزشتہ 12 برس سے توجہ دلا رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے جب انہوں نے یہ باتیں بتائی تھیں۔

جب کہ اقوام متحدہ کا ادارہ ایک طرح سے غیر مؤثر ہو چکا ہے، تو مختلف قومیت پرست یعنی نیشنلسٹ حکومتیں سر اٹھا رہی ہیں۔ میرے نزدیک مسئلہ کی جڑ یہی ہے۔

لیکن اگر یہ سوال پوچھیں کہ کیا اس وباء کی ابتدائی وارننگ مل رہی تھی اور کیا دنیا اس وارننگ سے باخبر کر دی گئی تھی تو اس کا جواب ہے کہ 'ہاں' وارننگ بھی ملی تھی اور دنیا بھر کو باخبر بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن کیا اس کے بارہ میں عالمی سیاسی قیادت کچھ کرنے کے لئے آمادہ تھی؟ تو اس کے بارہ میں، مَیں نہیں جانتا۔

ٹیم: شکریہ! سیلف آئسولیشن (Self-Isolation) یعنی خود اختیار کردہ تنہائی کے بارہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ مفید ثابت ہو سکتی ہے لیکن یہ بھی کہ سال چھ مہینے کے لئے گوشہ نشین ہو جانا مسئلے کا حل تو نہیں۔ کیونکہ وائرس دوبارہ بھی تو آ سکتا ہے۔

ڈاکٹر فہیم: بالکل درست، وہی بات کہ ہاتھی کو کیسے کھائیں گے؟ سالم نگل کر یا لقمہ لقمہ کر کے نگلیں؟ مگر یہاں یہ صورت حال ہے کہ جس ہاتھی سے ہمارا واسطہ ہے، اسے سالم نگلنا لازمی ہے۔ لہٰذا میرا نہیں خیال کہ سیلف آئسولیشن یا سماجی دوری مسئلہ کا واحد حل ہے۔ ایسا سمجھنا درست نہیں۔

اس کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کورونا کا علاج ڈھونڈنے یا اس کی ویکسین بنانے میں ہم کتنا پیچھے رہ گئے ہیں۔ اگر ڈیڑھ دو سال پیچھے ہیں تو اس کا مطلب ہمیں اس کی دوا یا ویکسین تیار کرنے کے لئے اٹھارہ یا چوبیس ماہ درکار ہیں۔ اس سے اگلا سوال پھر یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عرصہ کے دوران ہم کس حکمت عملی کے ذریعہ بنی نوع انسان کو کم سے کم نقصان سے دوچار کرتے ہوئے، محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

اس ضمن میں پہلا قدم تین ہفتوں کی سیلف آئسولیشن ہے، جسے میں سماجی دوری (Social Distancing) کا نام دیتا ہوں۔

ان چیزوں پر چونکہ میں ہمہ وقت بہت گہری سوچ بچار کرتا رہتا ہوں۔ لہٰذا آپ کو سمجھانے کے لئے یہ منظرنامہ پیش کروں گا کہ ہر معاشرہ میں تین طرح کے طبقات ہوتے ہیں۔ امیر، متوسط اور غریب۔ ان میں سے جو غریب طبقہ ہے اسے ہی ان تین ہفتوں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب کہ متوسط طبقہ جیسے تیسے بھی ہو، یہ وقت گزار ہی لے گا۔ تو حکومت اور مالدار طبقہ کو غریبوں کے لئے امداد فراہم کرنا پڑے گی ورنہ وہ پیٹ کی خاطر باہر نکلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ تو ان کے لئے سوشل سپورٹ یعنی سماجی امداد کی ضرورت پڑے گی۔

ان تین ہفتوں کے دوران ہمارا کام یہ ہوگا کہ سب لوگوں کے لئے کورونا ٹیسٹ دستیاب کر دیں۔ ساتھ ہی وافر تعداد میں مختلف کمپنیوں سے پی پی ای (حفاظتی گاؤن وغیرہ) تیار کروائیں۔

سنگاپور نے ایسا ہی کیا۔ ان کی آبادی ساڑھے پانچ ملین ہے، انہوں نے چند ہفتوں کے اندر اندر ملک میں 900 ٹیسٹ سنٹر قائم کر دیئے۔ اگر وہ ایسا کر کے دکھا سکتے ہیں تو لندن یا نیویارک ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔

ان تین ہفتوں کے اندر ہمیں گھر گھر جا کر ٹیسٹ کرنے کی صلاحیت حاصل کرنا ہوگی۔ اس کے علاوہ بازاروں، گلیوں، کوچوں، اجتماعات والی جگہوں پر بھی لوگوں کے لیے ٹیسٹ کی سہولت فراہم کر دی جائے تاکہ جو چاہے جا کر اپنا ٹیسٹ کروا سکے۔

آپ دیکھیں گے کہ 10 یا 20 فی صد آبادی کو ٹیسٹ کرنے
بعد آپ کو ایسے افراد کا پتہ چل جائے گا جو بظاہر تندرست ہیں یا
معمولی بیمار ہیں اور ان میں وائرس ملا ہے تو آپ ان کو آئسولیٹ یعنی

یہ کام آپ 14 یا 16 ماہ تک کرتے رہیں جب تک کہ کوئی
ویکسین تیار نہیں کر لی جاتی یا علاج نہیں ڈھونڈ لیا جاتا۔
پس یہ محض سماجی دوری تک محدود نہیں بلکہ سہ شاخہ لائحہ عمل ہوگا،

مادے بنا لئے اور وہ تندرست رہے یا بیمار تھے اور تندرست ہو گئے۔
ایسے افراد کے خون سے ہم یہ مدافعاتی مادے (Antibodies)
اخذ کر کے آئی سی یو میں پڑے شدید بیماروں کو لگا کر ان کی جان بچا

Treatment news! 5 critically ill COVID patients (on ventilators) received antibody-rich plasma from 5 other patients who had recovered from COVID.
Results: 3 discharged; 2 in stable condition!
Now 1 of my recovering patients wants to donate his plasma!https://jamanetwork.com/journals/jama/fullarticle/2763983?resultClick=1 …

	1	2	3	4	5
Sex	Male	Male	Female	Female	Male
Age, y	70s	60s	50s	30s	60s
Weight, kg	55	85	60	41.5	87
Smoking	No	No	No	No	No
Blood type	B	B	B	A	B
Coexisting chronic diseases	None	Hypertension; mitral insufficiency	None	None	None
Disease presentation and course					
Estimated incubation period, d[a]	1	7	3	7	15
Interval between symptom onset and admission, d	2	4	2	2	3
Interval between admission and plasma transfusion, d	22	10	20	19	20
Complications prior to plasma transfusion	Bacterial pneumonia; severe ARDS; MODS	Bacterial pneumonia; fungal pneumonia; severe ARDS; myocardial damage	Severe ARDS	Severe ARDS	Severe ARDS
Most severe disease classification	Critical	Critical	Critical	Critical	Critical
Treatments					
Steroids	Methylprednisolone	Methylprednisolone	Methylprednisolone	Methylprednisolone	Methylprednisolone
Antivirals	Lopinavir/ritonavir; interferon alfa-1b; favipiravir	Lopinavir/ritonavir; arbidol; darunavir	Lopinavir/ritonavir; interferon alfa-1b;	Interferon alfa-1b; favipiravir	Lopinavir/ritonavir; interferon alfa-1b

Treatment of Critically Ill Patients With COVID-19 With Convalescent Plasma
This case series describes clinical outcomes in 5 Chinese patients with laboratory-confirmed COVID-19,
ARDS, and high viral loads despite antiviral treatment who were given human plasma with SARS-C...

قرنطینہ میں جانے / معاشرے سے الگ تھلگ ہونے کا کہیں گے اور
باقی سوسائٹی کو اپنے معمولات جاری رکھنے کا کہہ سکتے ہیں۔ تو اس
طرح سے معین طور پر ایک لائحہ عمل بنائیں۔ جس کے ذریعہ آپ
باقاعدہ ٹارگٹ کر کے ''ٹیسٹ آئسولیٹ پر عمل کر رہے ہوں گے۔''

سماجی فاصلہ، پھر ٹیسٹنگ، پھر قرنطینہ اور پھر علاج۔
ان کے علاوہ اور بھی باتیں ہیں۔ امید ہے کہ ایک دو ماہ کے
اندر ہم ٹیسٹ کر کر کے ایسے تمام افراد کا بھی پتہ چلا لیں جنہیں یہ
وائرس لگا تھا اور انہوں نے قدرتی طور پر اس کے خلاف مدافعاتی

سکیں گے۔ اس عمل کو پیسیو امیونیٹی (Passive immunity)
یعنی مدافعت میں معاون کہتے ہیں۔
Faheem Younus, MD@FaheemYounus
32.6ہزار

11:02 PM - 1 اپریل،2020ء

Twitter Ads info and privacy

16.2 ہزار people are talking about this

اس کے ساتھ ہمیں مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ لوگوں کو یہ امید بھی دلانا ہے کہ بنی نوع انسان اس کے بعد بھی قائم رہیں گے۔ احمدی ہونے کی حیثیت سے ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی دی ہوئی اس خوش خبری پر بھی یقین رکھتے ہیں جو احمدیہ مسلم جماعت کے آئندہ تین سو سال کے مستقبل کے بارہ میں ہے۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں: تذکرۃ الشہادتین ۔ روحانی خزائن جلد 20،صفحہ 67۔ناقل)

پس مجھے بنی نوع انسان کے بارہ میں کوئی فکر لاحق نہیں۔لیکن لوگوں کو بہر حال ایسے طریق پر یہ باتیں بتانا ہوں گی جسے وہ بطور احسن سمجھ سکیں۔

ٹیم: شکریہ!۔اس مرض کے حوالہ سے ایک صحت مند مدافعاتی نظام Immune System کا حامل ہونا کتنا اہم ہے؟

ڈاکٹر فہیم: بنیادی بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہم سب ایک ہیں۔اس وائرس کے خلاف کسی انسان کے جسم میں مدافعاتی مادے(Antibodies) پہلے سے موجود نہیں۔کیونکہ یہ ایک بالکل نئی قسم کا (Novel Strain) وائرس ہے۔

اب ذرا مکان میں آگ لگنے کی مثال لے لیں۔ ہر مکان آگ لگنے سے تباہ ہوسکتا ہے۔لیکن ایسا مکان جس میں لکڑی کم اور لوہا زیادہ ہو، وہ آگ سے زیادہ محفوظ رہے گا۔یہی حال ہمارے مدافعاتی نظام کا بھی ہے۔اچھا مدافعاتی نظام اس مکان کی طرح ہے جس میں لکڑی کم اور لوہا زیادہ ہو۔اور یہ بات ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو اپنی صحت کا خیال رکھتے ہیں، باقاعدہ ورزش کرتے ہیں، انہیں کوئی اور پانچ قسم کی بیماریاں لاحق نہیں، جو پوری نیند لیتے ہیں۔اور میں تو یہاں تک کہوں گا کہ جو مثبت رویوں کے بھی حامل ہیں۔ان کا مدافعاتی نظام اچھا ہوتا ہے۔میرے نزدیک یہ صفات فائدہ مند ہیں۔

ایک یا دو سال بعد جب ہم تجزیہ کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس مرض نے دنیا کے مختلف خطوں کو کس حد تک اور کیسے متاثر کیا۔ گزشتہ وباؤں میں تو مجھے دنیا بھر کی صورتِ حال یکساں نظر آتی ہے۔لیکن دیکھیں اس مرتبہ کیا ہوتا ہے۔

ٹیم: لوگ اس عالمی وباء کے نفسیاتی اثرات پر بھی بات کر رہے ہیں، خصوصاً اِس ملک میں۔آپ نے مثبت رویے کی بات کی ہے۔لیکن امکان ہے کہ بہت سے لوگ صدمہ سے بھی دوچار ہوں گے۔اور گہرے غم میں بھی مبتلا ہوں گے، مثلاً رشتہ داروں کی جدائی پر، اسی طرح فرنٹ لائن پر کام کرنے والے بھی متاثر ہوں گے۔تو اس حوالے سے آپ کے خیال میں آگے کیسے بڑھا جاسکتا ہے؟

ڈاکٹر فہیم: یہ بہت ہی مشکل سوال ہے۔کیونکہ میرے نزدیک انسان ایک بہت ہی پیچیدہ قسم کی مشین ہے۔دنیا کے بارہ میں ہر ایک نے اپنا ہی تصور باندھا ہوتا ہے۔اور اس صورت حال میں بھی ہر شخص اسی طرح سے متاثر ہوگا جس طرح سے وہ پہلے اپنی زندگی میں متاثر ہوتا رہا تھا۔اور اس کے زخم بھی اسی طریق پر مندمل ہوں گے جس طریق سے اس نے اپنے مستقبل کے لئے گمان باندھ رکھا ہوگا، جو کچھ بھی ہوسکتا ہے۔اسی لئے کہا جاتا ہے کہ قدرت نہ تو انعام دیتی ہے اور نہ سزا۔بلکہ سب مکافاتِ عمل کے طور پر ہوتا ہے۔

اس لئے افسوس کے ساتھ میں یہی محسوس کر رہا ہوں کہ بنی آدم کی حیثیت سے ہمارا سامنا بہت سارے مکافات سے ہوگا۔ ...

جس کا مطلب ہے بالفرض اگر مجھے دماغی عارضہ لاحق ہے تو وہ مزید بڑھ سکتا ہے۔اور اگر میں زندگی میں پہلے ہی دسیوں قسم کے مسائل سے نبرد آزما تھا تو یہ نیا دھکا میرے مسائل کو مزید پیچیدہ بنا سکتا ہے۔

اگر میں ایک ایسے ملک یا معاشرہ میں رہ رہا ہوں جو فردی اکائیوں پر استوار(Individualistic) ہے تو ایسی صورتِ حال میرے لئے ایک بہت ہی مختلف تجربہ بن جائے گی بہ نسبت ایک ایسی سوسائٹی کے جہاں اجتماعیت کا رجحان پایا جاتا ہو۔

چنانچہ میرے لئے احمدیت ماں کی گود کی طرح ہے۔ہم، جنہیں خلافت کی نعمت میسر ہے، جن کا ایک تعلق ہے، تو ہمارا نمونہ لازماً بہت مختلف ہوگا۔ہم سمجھیں گے کہ ہمیں خدمتِ انسانیت کا ایک موقع ہاتھ آ گیا ہے۔اور جس طرح یہ وائرس بلاتفریق حملہ کرتا ہے، ہم بلاتفریق بنی نوع انسان کی خدمت بجالائیں۔یہ ایک سنہری موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں روحانی طور پر قوتِ مدافعت (Spiritual Immunity) بخشی ہے۔اور ہمیں اس دنیا میں کھڑے ہونے کے لئے ایک مختلف زمین عطا کر دیتی ہے۔ پس میرے خیال میں ہمیں یہی کرنا چاہئے۔

لیکن واضح رہے کہ لوگوں میں بہت ہی دکھ، احساسِ تنہائی، ڈیپریشن، اور صدمات کے بد اثرات (PTSD) Post-traumatic stress disorder پھیلیں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ ہم اسے اپنا دکھ سمجھ کر لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کریں گے، نہ کہ اس کی نفی کریں گے۔

ٹیم: آخری سوال یہ ہے کہ جیسا کہ میرا اپنا بھی یہی خیال ہے کہ اب دنیا پہلی جیسی نہیں رہے گی۔تو آپ اس کے بارہ میں کیا کہنا چاہیں گے؟

ڈاکٹر فہیم: اس کا جواب دینا آسان نہیں۔مستقبل میں دنیا کیسی ہوگی، اس کا تصور کرتے ہوئے میں کانپ جاتا ہوں۔شاید اس کا سبب میری سوچ ہو۔

جو عقلمند ہیں، وہ اندرونی محاسبہ کرتے ہوئے، نتائج اخذ کر رہے ہیں، سبق حاصل کر رہے ہیں۔اور جو زیادہ عقلمند نہیں، وہ دوسروں پر الزام تراشیاں کر رہے ہیں۔وہ اپنا طرزِ عمل بھی تبدیل نہیں کر رہے۔ان کے نزدیک زندگی یونہی چلتی رہے گی۔

جب کہ میں پورے وثوق کے ساتھ اس کو کئی لحاظ سے ایک نادر موقع کے طور پر لے رہا ہوں۔

”دکھ(Suffering) کا جو سارے کا سارا تصور ہے، وہ یہی تو ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الہام، عقل، علم اور سچائی“ (Revelation, Rationality, Knowledge, and Truth) میں اس کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دکھ (Suffering) ہمیں کتنے سارے مواقع (Opportunities) فراہم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ کہ چاہیں تو اس موقع سے زیادہ فائدہ اٹھالیں اور چاہیں تو کم فائدہ اٹھائیں۔“

تو میرے خیال میں مختلف رنگ (Spectrum) دیکھنے کو ملیں گے۔کچھ لوگ ان حالات سے کچھ نہ کچھ سبق سیکھیں گے۔ اور ان کی زندگیوں میں ایک دائمی تبدیلی رونما ہو جائے گی۔ جو میرے خیال میں بہت اچھی بات ہوگی۔کاش کہ یہ دنیا آگے چل کر ایک مختلف دنیا بن جائے۔لیکن میں نے زندگی میں جتنا دکھ دیکھا ہے، اس کی بنا پر تجربے سے کہتا ہوں کہ بدقسمتی سے کچھ چیزیں کبھی نہیں بدلتیں، حالانکہ ان میں تبدیلی لانے کا اختیار ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

اس بات کا اطلاق مجھ پر بھی ہوتا ہے، آپ پر بھی ہوتا ہے اور ہماری کمیونٹی پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر ہفتے ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے، ہمارے لئے کیا مفید ہے۔اور چاہے آپ اس بات سے

اتفاق کریں یا نہ کریں، لیکن (ان کی نصیحتوں پر) ہم سب ایک دوسرے سے مختلف قسم کا ریسپانس Response دیتے ہیں، ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔ تو یہاں بھی مختلف رنگ (Spectrum) دکھائی دیں گے۔

چنانچہ کچھ تو ایسے ہوں گے جو اِن کی نصائح کے عین مطابق خود کو ڈھال لیں گے، جب کہ اِن کے بالمقابل دوسرے کنارے پر ایسے لوگ ہوں گے جو اپنی زندگیوں کو جوں کا توں ہی رکھیں گے۔

میری خواہش بھی ہے اور امید بھی کہ ہم سب بطور ایک کمیونٹی حضورِ اقدس کے پیغام کی مطابقت میں حرکت کریں، خواہ یہ حرکت ایک انچ کی ہو یا ایک میل کی۔

میں ہر وقت سیدنا حضورِ انور کی ایک مجلس سوال وجواب کے بارہ میں سوچا کرتا ہوں جس میں آپ نے اس فکر کا اظہار فرمایا تھا کہ جب وہ انقلابی لمحہ (Breakthrough) آئے گا، جب لوگ خدا تعالیٰ کی تلاش میں نکل پڑیں گے، تو کیا ہم نے بھی اس وقت کے لئے خود کو تیار کر لیا ہوگا؟

پس ہوسکتا ہے کہ یہ (کورونا وائرس) ہمیں بیدار کر دے اور ہم اس انقلابی لمحہ (Breakthrough) کے لئے تھوڑی سی تیاری اور کر لیں۔ بس میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔

ٹیم: جزاک اللہ۔ آپ کے جوابات بہت فکر انگیز تھے۔ دی ریویو آف ریلیجنز کی جانب سے آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ہم آپ سب کا، جو فرنٹ لائن پر باوجود ناکافی آلات کے اپنا کام کر رہے ہیں، بے حد احترام کرتے ہیں۔ اور پھر آپ کی فیملیاں بھی ہیں جو کہ یقینی طور پر آپ کے لئے فکرمند ہوں گی، تو ان شاء اللہ ہم آپ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ، آپ نے ہمیں اپنا قیمتی وقت دیا۔

ڈاکٹر فہیم: کوئی بات نہیں، مجھے خوشی ہوئی ہے۔ جزاکم اللہ

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن یہ انٹرویو افادہ عام کے لئے ریویو آف ریلیجنز کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔ اصل انٹرویو (بزبانِ انگریزی) سے استفادہ کرنے کے لئے درج ذیل لنک پر کلک کیجئے۔

https://www.reviewofreligions.org/20720/interview-with-dr-faheem-younus

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 9 اپریل 2020ء)

وہ آسماں کا لکھا مٹایا نہ جائے گا

مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب، لندن

اب انقلاب تازہ دبایا نہ جائے گا
باطل کا کاروبار بچایا نہ جائے گا

روشن ہوئے ہیں ارض و سما جس کے نُور سے
"پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا"

جتنی تھیں ساحروں کی وہ ڈوریں ہیں کٹ چکیں
اب انگلیوں پہ کوئی نچایا نہ جائے گا

مانا کہ آسمان پہ چڑھ بھی گیا ہے وہ
لیکن کبھی زمین پہ لایا نہ جائے گا

اب جاں ہتھیلیوں پہ لیے آگئے ہیں ہم
اب موت سے بھی ہم کو ڈرایا نہ جائے گا

جس مقصدِ عظیم کو لے کر چلے ہیں ہم
وہ مصلحت کی بھینٹ چڑھایا نہ جائے گا

کہہ دو یزیدیت کو بہت ہو چکی ہے اب
دربارِ شام کوئی لگایا نہ جائے گا

مردِ خدا کے ہاتھ میں ہم دے چکے ہیں ہاتھ
اُس ہاتھ سے یہ ہاتھ چھڑایا نہ جائے گا

طاغوتی طاقتوں سے کہو اب یہ صاف صاف
کوئی بھی اُن سے ڈھونگ رچایا نہ جائے گا

کافر ہیں ہم تو ڈھونڈ لو جا کر گلی گلی
مسلم کوئی بھی شہر میں پایا نہ جائے گا

اب فرشِ دل پہ ذکر کی چھن چھن کیے بنا
روٹھا ہوا وہ یار منایا نہ جائے گا

راتوں کو اُٹھ کے اُس سے تجارت کیے بغیر
وہ لازوال مال کمایا نہ جائے گا

اب امن و عافیت کا سفینہ فقط ہے ایک
جو نہ چڑھے گا اِس پہ بچایا نہ جائے گا

جو جھک کے ہوگیا درِ مولیٰ پہ سرفراز
اب غیر کے وہ در پہ جھکایا نہ جائے گا

لکھا گیا جو سرخ سیاہی سے ہے اٹل
وہ آسماں کا لکھا مٹایا نہ جائے گا

گونجے گی چار سُو فقط اب آسمانی دُھن
شیطانی ساز کوئی بجایا نہ جائے گا

جو اٹھ چکا ہے راہِ صداقت پہ اب قدم
ہو جائے کچھ بھی پیچھے ہٹایا نہ جائے گا

ڈنکے کی چوٹ ہوگا اب اعلانِ حق ظفرؔ
پہرہ قلم پہ میرے لگایا نہ جائے گا

وبائی امراض میں گھروں کو صاف رکھیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے ہیں اور اپنی بدروؤں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اور کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچتے رہتے ہیں۔ پس گویا وہ اس طرح پر یُحِبُّ المتطہرین کے وعدے سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں لیکن جو لوگ طہارت ظاہری کی پرواہ نہیں رکھتے آخر کبھی نہ کبھی وہ پیچ میں پھنس جاتے ہیں اور خطرناک بیماریاں ان کو آ پکڑتی ہیں۔"

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 337)

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز مالی نظام قائم ہے اور ان مالی قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اموال اور نفوس میں روز بروز غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔ الحمد للہ۔ چندہ عام یا وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ان چندہ جات کی بابرکت تحریک خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمائی ہے۔

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ہمارا مالی سال 30 جون کو ختم ہوتا ہے اس لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد لازمی چندہ جات ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خالد محمود نعیم نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

خلافت کا قیام فطرت کا تقاضا بھی ہے

مکرم خالد احمد منہاس صاحب مربی سلسلہ

کسی معین قائد کی پیروی کرنے کا رجحان ان امور میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض انسان کی فطرت ہی میں نہیں رکھا بلکہ بعض حیوانات حتیٰ کہ حشرات بھی اس میں انسانوں کے ساتھ شریک ہیں۔اونٹوں کے چلنے کا مشاہدہ کریں تو معلوم ہوگا کہ عام طور پر وہ اپنے قائد کے تابع ہوتے ہیں جسے ''الجمل الفحل'' کہا جاتا ہے۔وہ جدھر جاتا ہے باقی اونٹ اس کے پیچھے چلتے ہیں۔اسی لئے اونٹوں کے چرواہے کو صرف اسی قائد کو ایک رُخ پر ڈالنے کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔باقی اونٹ اسی کی پیروی کرتے ہیں۔حشرات میں اس فطرت کا نمایاں مظاہرہ چیونٹیوں اور شہد کی مکھیوں میں نظر آتا ہے۔انسان، جسے اللہ تعالیٰ نے عقل، خطا وصواب اور نفع ونقصان کو پہچاننے کی صلاحیت سے نوازا ہے، بدرجہ اولیٰ اس بات کا ذمہ دار ہے کہ اپنے میں سے ایک خلیفہ کا تقرر کرے اور راہِ حق پر اس کی کامل پیروی کرتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچ جائے۔

احادیث میں خلافت کی اہمیت کا ذکر

حضرت عبداللہؓ بن عمر نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً.

جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت کا قلاوہ نہ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(صحيح مسلم . كتاب الامارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء)

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عمر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِثَلَاثَةٍ يَكُوْنُوْنَ بِفُلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ اِلَّا اَمَّرُوْا اَحَدَهُمْ.

تین اشخاص کے لئے خواہ وہ بیابان میں ہی کیوں نہ ہو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے میں سے ایک کو امیر مقرر کرلیں۔

(سنن ابو داؤد. كتاب الجهاد، باب 87)

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''جب رسول کریم ﷺ نے قلیل ترین جماعت اور سب سے چھوٹے گروہ کے لئے بھی ضروری قرار دیا کہ ان میں سے ایک کو ذمہ دار بنایا جائے تو اس سے زیادہ تعداد میں بھی یہ (بالاولیٰ) ضروری قرار پائے گا۔''

(الحسبة. ناشر دارالشعب، طبع اول 1986ء، صفحه 11)

حضرت عرباضؓ بن ساریہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، تَمَسَّكُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.'' (جامع ترمذی۔کتاب العلم، باب۔16)

تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت سے اختلافات دیکھے گا۔پس تم پر میرے اور میرے نیک و ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کی پیروی لازم ہے۔اسے مضبوطی سے تھام لو اور دانتوں سے اچھی طرح پکڑ لو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں خلافت سے تمسّک اختیار کرنے میں ذرہ بھر بھی سہل انگاری نہیں کی اور فوراً ایک کے بعد دوسرے خلیفہ کی بیعت کر کے امتِ مسلمہ کے اتحاد کو یقینی بناتے رہے۔

امام ابن حجر ہیثمیؒ لکھتے ہیں:

''یہ بھی جان لیجئے کہ صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع تھا کہ زمانہ نبوت ختم ہونے کے بعد امام کا تقرر فرض ہے، بلکہ ان کے نزدیک یہ اہم ترین واجب تھا، کیونکہ وہ رسول کریمؐ کی تدفین سے بھی پہلے اس میں لگ گئے تھے۔''

(الصواعق المحرقة فى الرد اهل البدع والزندقة. مكتبة القاهرة، مصر، طبع دوم، 1385 هجرى، صفحه 7.)

علامہ ابن خلدون کہتے ہیں:

''امام کا تقرر فرض ہے۔شرع میں اس کی فرضیت صحابہ وتابعین کے اجماع سے ثابت ہے، کیونکہ اصحابِ رسولؐ نے آپؐ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بیعت اور اپنے معاملات ان کے سپرد کرنے میں جلدی کی۔ہر زمانے میں یہی صورت حال رہی اور اس پر اجماع ہوگیا، جو تقرر امام کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔''

(مقدمہ ابن خلدون۔صفحہ 191)

حضرت امام یحییٰ بن شرف الدین نوویؒ لکھتے ہیں:

''اہل علم کا اجماع ہے کہ مسلمانوں پر خلیفہ کا تقرر فرض ہے۔''

(شرح صحيح مسلم .المكتبة المصرية . 205 / 12)

مشہور تابعی عبداللہ بن مبارکؒ اپنے اشعار میں خلافت کو ''حبل اللہ'' قرار دیتے ہیں:

ان الجماعة حبل اللّٰه فاعتصموا
بعروة الوثقى لمن دانا
كم يدفع اللّٰه بالسلطان مظلمة
فى ديننا رحمة منه و دنيانا
لو لا الخليفة لم تامن لنا السبل
وكان اضعفنا نهبا لاقوانا

(ابو نعيم. الحلية، جلد. 8.مطبعة السعادة، القاهرة،طبع 1394 هجرى، صفحه164)

مطیع وفرمانبردار شخص کے لئے جماعت اللہ کی رسی ہے، لہٰذا اس کے مضبوط حلقوں سے اسے اچھی طرح تھام لو۔بارہا اللہ تعالیٰ حکمران کے ذریعے ظلم کو مٹاتا ہے۔یہ ہمارے دین ودنیا میں اس کی رحمت ہے۔اگر خلیفہ نہ ہوتا تو راستے محفوظ نہ رہتے اور ہمارا کمزور طاقتور کا لقمہ بن جاتا۔

شیخ عبداللہ بن عمر بن سلیمان الدمیجی اپنی کتاب 'الامامۃ العظمیٰ' میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے سوادِ اعظم کا تقرر امام کی فرضیت پر اتفاق ہے۔خوارج کے گروہ، نجدات اور معتزلہ میں سے اَصم اور فوطی کے علاوہ اس اجماع سے کسی نے انحراف نہیں کیا۔اس ضمن میں وہ امام ابن حزم کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

''تمام اہل سنت، مرجیہ، شیعہ اور خوارج کا اس بات پر اجماع ہے کہ امامت فرض ہے۔'' (الفصل فى الملل والاهواء والنحل،4/87)

ڈاکٹر محمود عبدالمجید الخالدی لکھتے ہیں:

''آج مسلمانوں پر جو ذلت مسلط ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا کے کنارے پر بسنے پر مجبور ہیں، دوسری قوموں کے دُم چھلے بن چکے

ہیں اور محض ایک قصہ ٔ پارینہ کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں، اس کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں نے اقامتِ خلافت کے باب میں سستی سے کام لیا ہے اور شرعی حکم کے التزام میں اپنے لئے خلیفہ کے تقرر میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے جو کہ از روئے شریعت، نماز، روزے اور حج کی طرح فرض ہو چکا ہے۔ اسلامی تشخص کو از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے جدوجہد کرنے سے سستی کرنا آج سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس لئے اُمت پر خلیفہ کا تقرر، فرض اور لازم ہے تاکہ مسلمانوں پر اسلامی احکام کا نفاذ ہو سکے اور دعوتِ اسلامی کو تمام اطراف و اکنافِ عالم میں پہنچایا جا سکے۔''

(قواعد نظام الحکم فی الاسلام. ناشر دارالبحوث العلمیة، طبع اوّل 1400 هجری، صفحه 248)

دنیا میں انبیا علیہم السلام خدائے واحد و یگانہ کے مظہر ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم تھے۔ عصرِ حاضر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت حقہ احمدیہ کے ذریعہ سے یہ فیض جاری و ساری ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ عوام الناس کو اس کی پہچان اور احمدیوں کو اس نعمتِ عظمٰی کے ادراک سے حقیقی طور پر واقفیت عطا فرمائے۔ آمین

ولادت باسعادت

عزیزم نائل عطاء الرحمٰن سلمہ

16 نومبر 2019ء کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور رحم کے ساتھ مکرم نداء الرحمٰن صاحب اور محترمہ بشارہ نعیم صاحبہ، میپل جماعت کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ اس بچے کا نام ''نائل عطاء الرحمٰن'' تجویز ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ یہ بچہ وقفِ نو کی مبارک سکیم میں شامل ہے۔ عزیزم نائل سلمہ، مکرم ڈاکٹر بشارت الرحمٰن صاحب اور محترمہ ڈاکٹر مریم رحمٰن صاحبہ، میپل جماعت کا پوتا اور مکرم خالد محمود نعیم صاحب نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا اور محترمہ شاہدہ تسنیم نعیم صاحبہ کا نواسہ ہے۔

ادارہ اس خوشی اور مسرت کے موقع پر مذکورہ بالا خاندانوں اور ان کے تمام افراد کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا کرے۔ دین اور دنیا کی نعمتوں اور فضلوں سے مالا مال فرمائے۔ خلافت سے اس بچے کا تعلق ہمیشہ مضبوط رکھے اور اپنے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

فقہ احمدیہ

نمازِ عیدین کا طریق

ماہ رمضان گزرنے پر یکم شوال کو افطار کرنے اور روزوں کی برکات حاصل کرنے کی توفیق پانے کی خوشی میں عیدالفطر اور دسویں ذوالحجہ کو حج کی برکات میسر آنے کی خوشی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں عیدالاضحیہ منائی جاتی ہے۔ نماز عید کا اجتماع ایک رنگ میں مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں مرد، عورت، بچے سبھی شامل ہوتے ہیں۔

(جامع ترمذی ۔کتاب الصلوٰۃ، باب خروج النساء فی العیدین)

عید کے دن نہا کر عمدہ لباس پہنا جائے خوشبو لگائی جائے۔

(سنن ابن ماجه ۔ باب ماجاء الاغتسال فی العیدین)

اچھا کھانا تیار کیا جائے۔ عیدالفطر ہو تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پیشتر مساکین اور غرباء کے لئے فطرانہ ادا کیا جائے خود بھی کچھ کھا پی کر عید کی نماز کے لئے جائے لیکن اگر قربانیوں کی عید ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد واپس آ کر کھانا زیادہ بہتر ہے۔

(جامع ترمذی۔ باب فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج ابواب العیدین)

اسی طرح عید کی نماز کے لئے آنے اور جانے کا راستہ مختلف ہو تو یہ مستحب ہے اور زیادہ ثواب کا موجب ہے۔

(جامع ترمذی۔ابواب العیدین باب فی خروج النبی ﷺ الی العید فی طریق)

دونوں عیدوں پر عید کی دو رکعت نماز کسی کھلے میدان یا عیدگاہ میں زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ حسب ضرورت عید کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

عید کی نماز با جماعت ہی پڑھی جا سکتی ہے۔ اکیلے جائز نہیں۔

نماز عید کی پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور تعوذ سے پہلے امام سات تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے یہ تکبیرات کہیں۔ امام اور مقتدی دونوں تکبیرات کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اُٹھائیں اور کھلے چھوڑ دیں۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجه۔ باب کم یکبر الامام فی صلوٰۃ العیدین)

تکبیرات کے بعد امام اَعُوذ اور بسم اللہ پڑھے۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کا کوئی حصہ بالجہر پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کرے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے اُٹھتے ہی پانچ تکبیریں پہلی تکبیرات کی طرح کہے اور پھر یہ رکعت مکمل ہونے پر تشہد، درود شریف اور مسنون دعاؤں کے بعد سلام پھیرے۔ اس کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ جمعہ کی طرح عید کے بھی دو خطبے ہوتے ہیں۔

(سنن ابن ماجه۔ باب ماجاء فی الخطبة فی العیدین)

اگر عید کی نماز پہلے دن زوال سے پہلے نہ پڑھی جا سکے تو عیدالفطر دوسرے دن اور عیدالاضحیہ تیسرے دن تک زوال سے پہلے پڑھی جا سکتی ہے۔

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ ۔ باب اذا لم یخرج الامام للعید من یومه)

دونوں عیدوں کی نماز ایک جیسی ہے فرق صرف یہ ہے کہ بڑی عید کی نماز ختم ہونے کے بعد امام اور مقتدی کم از کم تین بار بلند آواز سے تکبیرات کہیں۔ اسی طرح نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک باجماعت فرض نماز کے بعد بآواز بلند یہ تکبیرات کہی جائیں۔ (نصب الرایہ اور شرح وقایہ)

یہ تکبیرات مندرجہ ذیل ہیں:

اَللّٰهُ اَکْبَرُ. اَللّٰهُ اَکْبَرُ. لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاللّٰهُ اَکْبَرُ. اَللّٰهُ اَکْبَرُ. وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

یعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی سب تعریفیں ہیں۔

(فقہ احمدیہ۔ حصہ اول (عبادات)۔ قادیان: نظارت نشر و اشاعت، 2004ء، صفحہ 178-179)

کیا نماز کی ظاہری حالت Outdated ہے؟

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ نماز پڑھنے کی تجویز پرانی ہے جس پر آج کے زمانہ میں عمل نہیں ہوسکتا۔
اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جو نماز نہیں پڑھتا (جو) سمجھتا ہے کہ یہ احکام پرانے زمانہ میں محض عربوں کی اصلاح کے لئے دیئے گئے تھے عرب لوگ جاہل تھے وہ ننگے رہتے تھے۔ کپڑے ان کے پاس بہت کم ہوا کرتے تھے اس لئے ان کو سجدہ اور رکوع کا حکم دے دیا گیا۔ مگر اب زمانہ ہے کہ اگر سجدہ کیا جائے یا رکوع کے لئے جھکا جائے تو پتلونوں کی کریزیں بالکل خراب ہو جائیں۔ اس زمانہ میں اگر محمد رسول اللہ ﷺ ہوتے تو وہ یقیناً اس حکم میں ترمیم کرتے اور یقیناً وہ یہی کہتے کہ بینچ پر بیٹھے بیٹھے اگر سر جھکا لیا جائے تو اتنا ہی کافی ہے رکوع اور سجدہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ غرض مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ان عبادات کے متعلق دل سے یہ کہتے ہیں کہ آوٹ آف ڈیٹ ہیں حقیقت یہ ہے کہ نماز ظاہر کی بھی ہے اور دل کی بھی اور ان دونوں کا مجموعہ انسان کے لئے برکت کا موجب ہوتا ہے۔ اگر ہم دل میں خدا خدا کرتے ہیں مگر ظاہر میں نماز نہیں پڑھتے تو ہمارا دل سے خدا خدا کہنا محض دھوکا اور فریب ہوگا کیونکہ محبوب کی بات مانا کرتے ہیں یا اس کی بات کا انکار کیا کرتے ہیں؟ عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف تو ہم خدا تعالیٰ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں اور دوسری طرف ہم اپنی محبت کا کوئی ثبوت پیش کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اس نے کہا ہے کہ سجدہ کرو مگر ہم سجدہ کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ یا ظاہر میں تو نماز پڑھی جائے مگر دل خدا کی طرف متوجہ نہ ہو تو یہ بھی کوئی نماز نہیں ہوگی بلکہ محض ایک ورزش کہلائے گی۔ جیسے ورزش سے سپاہی کا جسم مضبوط ہوتا ہے اسی طرح نماز سے اس کا جسم تو مضبوط ہوگا مگر اس کے دل میں نورِ ایمان پیدا نہیں ہوگا۔‘‘

(انوار العلوم۔ جلد 19، صفحہ 588-598)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

رمضان شریف کے مبارک ایام میں مالی قربانیوں کی تحریک

مکرم خالد محمود نعیم صاحب، نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

رمضان المبارک میں انفاق فی سبیل اللہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان میں تو آپؐ کی سخاوت پہلے سے بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ اور آپؐ تیز ہواؤں سے بھی زیادہ جود وسخا کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب بدالوحی، حدیث نمبر 5)

زکوٰۃ

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کیا کرو گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے زکوٰۃ دے۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 15)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک اہم چندہ ہے جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔ عموماً اس کی طرف کم توجہ دی جاتی ہے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 24 اگست 2004ء)

حضور انور نے خطبہ جمعہ 31 مارچ 2006ء میں فرمایا:

یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے اُن کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں اُن پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ ... یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 21 اپریل 2006ء)

زکوٰۃ کا نصاب

زکوٰۃ ایسی جمع شدہ رقوم پر ہے جن پر ایک سال ہو جائے۔ موجودہ حالات میں زکوٰۃ کا نصاب کینیڈا کے لئے ساڑھے چار ہزار ڈالر 4,500 $ ہے۔ اگر اتنی رقم یا اتنی مالیت کے زیورات یا قیمتی دھاتیں کسی کے پاس ایک سال تک رہی ہوں تو ان کی مالیت پر اڑھائی فی صد (2.5%) زکوٰۃ واجب ہے۔ سونے، چاندی وغیرہ قیمتی دھاتوں اور زیورات جو عام استعمال میں نہ ہوں، پر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔

احباب اور خاص طور پر بہنوں سے درخواست ہے کہ اگر اُن پر زکوٰۃ واجب ہے تو وہ رمضان المبارک میں اپنی زکوٰۃ ادا کر دیں۔

صدقۃ الفطر

☆ فدیہ کی شرح پانچ کینیڈین ڈالر فی روزہ مقرر ہے۔

☆ کینیڈا میں فطرانہ کی شرح چار ڈالر فی کس ہے۔

☆ اسی طرح ہر کمانے والے کو کم از کم دس ڈالر فی کس عید فنڈ ادا کرنا چاہئے۔ عید فنڈ بھی نماز عید سے قبل ادا کرنا چاہئے۔

یاد رہے کہ فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ کا مقصد کم وسائل والے احباب کو اشیائے خورد ونوش اور اخراجات عید اور پارچات وغیرہ کی ضروریات کے لئے رقم کی فراہمی ہے۔

اس لئے فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ مستحق احباب تک جلد از جلد پہنچ سکے۔

جماعت احمدیہ میں مالی نظام

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز مالی نظام قائم ہے اور ان مالی قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اموال اور نفوس میں روز بروز غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔ الحمدللہ۔

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

لازمی چندوں کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 28 مئی 2004ء میں فرمایا:

"یہ بھی یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمدن ہے یہ سب اللہ خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو۔ نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی تشخیص صحیح کرواؤ اور ادائیگیاں بھی صحیح رکھو تاکہ تمہاری حالت بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کرسکو۔"

(خطباتِ مسرور۔ جلد22، صفحہ 357)

چندہ عام یا وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ان چندہ جات کی بابرکت تحریک خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمائی ہے۔

چندہ جلسہ سالانہ

بعض دوست چندہ جلسہ سالانہ ہر ماہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ یہ حصہ آمد یا چندہ عام ادا کرنے والوں کے لئے سالانہ آمد کا 1/120 حصہ یا ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس بابرکت مہینہ میں صدقہ وخیرات اور دیگر مالی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔ آمین

ٹرانٹو اور اس کے گردونواح میں

پیش گوئی مصلح موعود کے جلسوں کا بابرکت انعقاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 21 فروری 2020ء میں فرمایا کہ گو میں اس بات کی پہلے بھی کئی جگہ وضاحت کر چکا ہوں لیکن دوبارہ وضاحت کردوں نئے آنے والوں اور بچوں کے لئے بھی کہ یوم مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی یاد میں نہیں منایا جاتا بلکہ ایک پیش گوئی کے پورا ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے ایک پیش گوئی جو اسلام کی برتری اور سچائی ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے الہام کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے کی۔ یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سے تین سال پہلے کی گئی جس میں ایک خادمِ اسلام موعود بیٹے کی پیدائش کی خبر دشمنوں کے لئے نشان کے طور پر پیش کی گئی تھی۔

دنیا بھر کی چھوٹی بڑی تمام جماعتوں کی طرح ٹرانٹو اور اس کے گردونواح میں بھی اس عظیم الشان پیش گوئی کے مختلف پہلوؤں کے متعلق تقاریر پر مبنی جلسے منعقد کئے گئے۔ چند ایسے جلسوں کی اجمالی کارروائی ہدیۂ قارئین کی جاتی ہے۔

وان جماعت کا جلسہ پیش گوئی مصلح موعود

جمعرات 20 فروری 2020ء کی یخ بستہ رات بعد نماز مغرب وعشاء تقریباً 7 بج کر 35 منٹ پر جماعت احمدیہ وان کے زیر انتظام مسجد بیت الاسلام میں یہ مبارک تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت محترم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ آپ کے ہمراہ مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ولیج اور وان کے لوکل امیر مکرم محمد زبیر منگلا صاحب تشریف رکھتے تھے۔

عزیزم رضا الرحمٰن درد صاحب نے سورۃ الحشر کی آیت نمبر 23 تا 25 کی تلاوت پیش کی، ان آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ عزیزم حارث ودود صاحب اور اردو ترجمہ مکرم شیخ بشارت احمد صاحب نے پیش کیا۔ محترم ڈاکٹر سید اسلم داؤد صاحب جلسہ کے پروگرام کی تفصیلات بیان کیں اور بعدہ جلسہ پیش گوئی مصلح موعود کی تاریخی اہمیت بیان کی۔

ان کے بعد مکرم عمران حفیظ صاحب نے شاعرِ احمدیت مکرم پروفیسر مبارک احمد عابدؔ صاحب کی مقبول عام نظم ترنم سے سنائی۔

اے فضلِ عمرؓ تیرے اوصافِ کریمانہ
یاد آ کے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ

ان اشعار کا انگریزی ترجمہ ننھے طفل وجاہت چوہدری نے پیش کیا۔ حلقہ میپل کے مکرم چوہدری محمد انور صاحب نے پیشگوئی کے الفاظ اردو میں پڑھ کر سنائے اور مکرم نوفل بن زاہد صاحب مربی سلسلہ وان نے پیش گوئی کے الفاظ کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولوالعزمی

مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا نے پیش گوئی کے مصداق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولوالعزمی کے بارہ میں اپنا علمی مقالہ پڑھا۔ آپ نے قرآن پاک کی مختلف آیات کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ قرآن پاک میں جہاں بھی عزم یا اولوالعزمی کا ذکر ہوا ہے وہاں صبر، تقویٰ، معاف کرنے اور توکل علی اللہ کا بھی ساتھ ہی ذکر ہوا ہے۔ اولوالعزمی کا تعلق سخت، مشکل، کٹھن، تکلیف دہ، مہیب اور خطرناک ادوار سے ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں صبر کرنے کو عزم الامور میں سے قرار دیا ہے اور اس صفت کو رسولوں کی صفات میں سے بتلایا ہے۔ پیش گوئی مصلح موعود میں اولوالعزم کا نام دینا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس کے وقت میں نہایت سخت اور خوفناک حالات پیدا کئے جائیں گے لیکن وہ ان ابتلاؤں اور آزمائشوں کے کٹھن دور میں بھی بلند ہمتی اور اولوالعزمی کے ساتھ گذر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدمتِ دین کی لگن، شوق اور ولولہ عطا فرمایا تھا اور آپؓ پختہ عزم اور ارادے کے ساتھ مسیح الزماں کے مشن کے سپاہی بن گئے تھے، لہٰذا آپؓ نے تمام ممکنہ مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر آپؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت، احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونہ کونہ میں پھیلاؤں گا۔ آپؓ کی زندگی کا ہر ایک دن اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؓ نے مرتے دم تک نہایت اولوالعزمی کے ساتھ اپنے اس عہد کو نبھایا۔ اس کا اعتراف احمدی اور غیر احمدی علماء یہاں تک کے معاندین نے بھی کیا اور یہ ذکر اب تک جاری وساری ہے۔ مکرم پروفیسر صاحب موصوف نے اس ضمن میں چند اکابرین کے بیانات بھی پڑھ کر سنائے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ آپؓ کی زندگی اولوالعزمی کی ایک عملی مثال تھی۔ آپؓ کی حالت آپؓ کے اس شعر کی مصداق تھی۔

دنیا کے عیش اس پہ سراسر ہیں پھر حرام
پہلو میں جس کے ایک دلِ بے قرار ہو

مکرم پروفیسر صاحب نے آخر میں مضمون کا مختصر انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودہ خطاب کی آڈیو

اس خطاب کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودہ خطاب کی آڈیو حاضرین کو سنوائی گئی۔ اس دوران محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت کینیڈا بھی تقریب سعید میں شامل ہو گئے۔

سیرت وسوانح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اجلاس کی دوسری اہم تقریر مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ولیج نے انگریزی اور اردو میں کی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت 12 جنوری 1889ء کو ہوئی۔ بچپن میں آپؓ کی تربیت آپؓ کے بزرگ والدین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی۔ بچپن میں اپنی خراب صحت کی بنا پر آپؓ

اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور معمولی طور پر کبھی سکول چلے جاتے اور کبھی گھر میں ہی پڑھ لیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ کو بخاری شریف اور قرآن مجید اس طرح پڑھایا کہ حضورؓ پڑھتے جاتے اور آپؓ سنتے جاتے۔ اور یوں آپؓ نے انسانوں سے بس اس قدر ہی تعلیم حاصل کی اور باقی علم وفضل خداتعالیٰ نے عطا فرمایا۔

آپؓ چونکہ ایک موعود ہستی تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو علم سے بہرہ ور کیا۔ آپؓ کے بچپن کے واقعات میں سے ایک جو بہت سبق آموز ہے، وہ مسواک والا واقعہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ جب آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سیر پر جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کیکر کے درخت سے بعض دوستوں نے مسواکیں بنالیں اور ایک مسواک آپؓ کو بھی دی۔ آپؓ نے اپنے بچپن کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کہا کہ ابا مسواک لے لیں۔ مگر حضورؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: 'میاں پہلے ہمیں یہ بتلاؤ کہ کس کی اجازت سے یہ مسواکیں حاصل کی گئی تھیں۔' یہ بات سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے ایمان افروز واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؓ کی تربیت کو ہمیشہ بہت اہمیت دی۔

آپؓ کی زندگی بچپن سے ہی عبادت اور احیائے اسلام کے لئے وقف نظر آتی ہے۔ نمازوں کی ادائیگی سے لے کر نماز تہجد کے التزام تک مختلف موضوعات پر کچھ لکھنا ہو یا کوئی اور دینی خدمت ہو آپؓ کے اندر ایک بے انتہا جذبہ بچپن سے ہی عیاں تھا۔ جوانی میں بھی نیکی و تقویٰ آپؓ کے قول و فعل سے جھلکتا تھا۔

آپؓ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر کیا گیا عہد سنہری حروف سے لکھا گیا ہے کہ ''اے خدا! میں تجھ کو حاضر و ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت، احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔''

(سوانح فضل عمرؓ، جلد اول، صفحہ 178-179)

آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے 25 سال کی عمر میں مقام خلافت پر فائز کیا۔ اور پھر آپؓ تقریباً 52 سال خلافت پر متمکن رہے۔ اور آپؓ نے جماعت احمدیہ کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا۔ پیشگوئی مصلح موعود آپؓ کی ذات میں پوری ہوئی۔ آپؓ نے 1944ء میں حلفاً یہ اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بتایا ہے کہ آپؓ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ آپؓ کی ساری زندگی خداتعالیٰ کے نشانوں سے پُر ہے۔ آپؓ کی خدمات کو دیکھ کر آج ہر شخص آپؓ کے اس شعر کے مطابق آپؓ کے لئے دعا کرتا ہے کہ:

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

اختتامی خطاب اور اجتماعی دعا

سوا آٹھ بجے مکرم صدر صاحب نے اپنے مختصر صدارتی خطاب میں فرمایا کہ پیش گوئی مصلح موعود خداتعالیٰ کے مونہہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو بڑی شان کے ساتھ حرف بہ حرف پورے ہوئے اور وقت کے ساتھ ساتھ مزید پورے ہوتے چلے جائیں گے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1944ء میں خداتعالیٰ سے نشان پاکر مخالفین کی پرواہ کئے بغیر پورے اعتماد سے یہ اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان الہام کے مطابق میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کی پیش گوئی میری پیدائش سے تین سال قبل کی گئی تھی۔

آخر میں آپ نے ساری دنیا میں پھیلتی ہوئی وبائی مرض کرونا وائرس سے متعلق بعض احتیاطی تدابیر کا بھی ذکر کیا۔

ان کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت کینیڈا نے اجتماعی دعا کرائی اور حاضرین کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ اس تقریب میں خواتین اور احباب کی کل حاضری 715 تھی۔

پیس ویلج جماعت کا جلسہ پیش گوئی مصلح موعود

پیس ویلج جماعت نے جلسہ پیشگوئی مصلح موعود 21 فروری 2020ء بروز جمعہ مسجد بیت الاسلام میں تقریباً شام 7 بج کر 50 منٹ پر منعقد کیا۔ تقریب کی صدارت محترم ملک کلیم احمد صاحب نائب امیر جماعت کینیڈا نے کی۔ آپ کے ہمراہ مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج اور محترم طارق شبلی صاحب امیر مقامی پیس ویلج تشریف رکھتے تھے۔

مکرم باسل رضا بٹ صاحب مربی سلسلہ نے سورۃ آل عمران کی آیات نمبر 26 تا 28 کی تلاوت سے تقریب کا آغاز کیا۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ عزیزم فرحان ربانی صاحب اور اردو ترجمہ مکرم اسد سعید صاحب پریس فوٹوگرافر نے پیش کیا۔

پیش گوئی مصلح موعود کا پس منظر

مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ نے پیش گوئی کا پس منظر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکہ آرا تصنیف ''براہین احمدیہ'' کے منظر عام پر آنے سے جہاں عالم اسلام میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی وہاں مخالفین اسلام میں ایک کھلبلی بھی مچ گئی اور 1885ء میں قادیان کے دس معتبر ہندو صاحبان نے ایک خط کے ذریعہ حضرت اقدس علیہ السلام سے آسمانی نشان دکھانے کا مطالبہ کیا۔ جسے آپؑ نے قبول کیا اور فرمایا کہ خدائے قادر مطلق جل شانہ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ اِس مقصد سے آپؑ ہوشیار پور تشریف لے گئے اور چالیس روز تک اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت گریہ زاری، درد والحاح، تضرع اور عجز سے اس نشان کے لئے دعائیں کیں۔ خدائے رحیم و کریم نے آپؑ کی اس تڑپ اور اسلام کی صداقت کے لئے اضطراب کو دیکھ کر آپؑ کو تسلی دی اور آپؑ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے ایک عظیم الشان نشان کی خوشخبری دی۔ حضور علیہ السلام نے اِس کا اعلان اپنے اشتہار 20 فروری 1886ء میں کیا۔ یہ پیشگوئی بالکل اسی طرح پوری ہوئی اور پیش گوئی کے تین سال بعد 12 جنوری 1889ء کو وہ موعود بیٹا پیدا ہوا۔

اس تقریر کے بعد مکرم عثمان احمد صاحب نے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعائیہ منظوم کلام سے چند اشعار سنائے۔

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

ان اشعار کا انگریزی ترجمہ عزیزم احتشام احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

اِس پُر شوکت پیش گوئی مصلح موعود کے الفاظ اردو میں مکرم لقمان ربانی صاحب اور انگریزی ترجمہ عزیزم شاہ زیب احمد سلیم صاحب نے پیش کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن

عزیزم دانیال مبارک رانا صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کے چند ایمان افروز واقعات انگریزی میں سنائے۔ ان کے پر جوش انداز اور ولولہ نے بچوں اور بڑوں سب کو یکساں متاثر کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی پر مبنی ایک دلچسپ وِڈیو

بعدہ پونے آٹھ بجے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی پر مبنی ایک دلچسپ وِڈیو حاضرین کو دکھائی گئی۔

اختتامی خطاب

اجلاس کے اختتامی اور کلیدی خطاب میں صدر صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ آج ہم اِس بابرکت تقریب میں خدا تعالیٰ کی عظمت، فضل اور رحمت کا ذکر کرنے اور اُس خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جسے علم تھا کہ وہ اِس دنیا میں اپنے پیغمبروں کو بھیجنے والا ہے اور اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کو آج سے پندرہ سو سال پہلے ایک موعود خلیفہ کی خوشخبری دے چکا تھا۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس موعود خلیفہ کی پہچان کے لئے کسی قسم کی محنت یا آزمائش سے گزرنا نہیں پڑا، ہمیں یہ دولت اپنے اجداد کی شبانہ روز دعاؤں کے طفیل حاصل ہوئی۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھرپور زندگی، قرآنِ پاک سے آپؓ کی محبت، قائدانہ صلاحیتوں، تنظیمی قابلیتوں، ہجرت کی مشکلات اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے وہ سب باب جواب تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں، مختصراً بیان کیئے۔

آخر میں آپ نے احباب کو سیرت سوانح فضل عمرؓ، انوار العلوم اور تفسیر کبیر کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کا روح پرور اردو اور انگریزی خطاب چالیس منٹ تک جاری رہا۔ اجتماعی دعا اور ریفریشمنٹ کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ اس اجلاس کی کل حاضری ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔

ٹرانٹو جماعت کا جلسہ پیش گوئی مصلح موعود

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ٹرانٹو جماعت کے مختلف حلقہ جات میں 20 سے 23 فروری کے دوران پیش گوئی مصلح موعود کے موضوع پر مسجد بیت العافیت، مسجد بیت الحنیف، نارتھ یارک نماز سنٹر اور ٹرانٹو نماز سنٹر میں پانچ اجلاس منعقد ہوئے، جن میں 480 احباب و خواتین شامل ہوئے۔ ان اجلاسوں کی صدارت محترم عثمان احمد صاحب لوکل امیر نے کی اور آپ کے ہمراہ مربیان سلسلہ مکرم آصف خاں صاحب اور محترم انصر رضا صاحب تشریف فرما تھے۔

مکرم انصر رضا صاحب نے موضوع کے ایک انتہائی دلچسپ پہلو پر خطاب کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان اور حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان میں حیرت انگیز مماثلت کی تفصیل بیان کی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے دونوں کے خاندانوں کو اللہ تعالیٰ نے بیٹوں سے نوازا، جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کہلائے۔ دونوں کو ایک طویل عرصہ تک خلافت / نبوت عطا کی گئی۔ دونوں نے نئے شہر (یروشلم / ربوہ) آباد کرنے کی سعادت پائی اور دونوں نے اپنے حکومتِ وقت کی ملکہ (ملکہ شیبا / ملکہ وکٹوریہ) کو تبلیغی خطوط بھجوائے۔

مکرم آصف خاں صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مقدسہ سے ہم کیا سیکھ سکتے ہیں؟ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی اور دنیاوی علوم پر حیرت انگیز دسترس کا ذکر کیا اور تفسیر کبیر کو آنے والی تمام نسلوں کے لئے روحانی علوم کا بیش بہا خزانہ قرار دیا۔

پروگرام میں حاضرین کے لئے کوئز پروگرام بھی شامل کیا گیا تھا، صحیح جواب دینے والے احباب کو انعامات دیئے گئے۔ کوئز پروگرام میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور کارہائے نمایاں پر مبنی سوالات پوچھے گئے تھے۔ اِس کے علاوہ پروگرام میں پیش گوئی کے الفاظ اردو اور انگریزی میں پڑھ کر سنائے گئے اور حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت تحریک 'تحریکِ جدید' کے موضوع پر تقریر پیش کی گئی۔

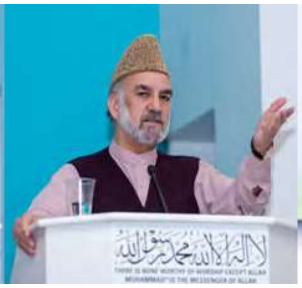

وان جماعت کا جلسہ پیش گوئی مصلح موعود کی چند جھلکیاں

پیس ویلیج جماعت کا جلسہ پیش گوئی مصلح موعود کی چند جھلکیاں

ٹرانٹو جماعت کا جلسہ پیش گوئی مصلح موعود کی چند جھلکیاں

گلشنِ وقفِ نو۔ٹرانٹو جماعت

9 فروری 2020ء

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ بروز اتوار 9 فروری 2020ء کی شام ٹرانٹو جماعت کو مسجد بیت العافیت سکاربرو میں گلشنِ وقفِ نو کا دِن منانے کی سعادت نصیب ہوئی۔تقریب سے پہلے واقفینِ نو کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

4 بج کر 20 منٹ پر تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔تقریب کی صدارت ٹرانٹو جماعت کے لوکل امیر محترم عثمان احمد صاحب نے کی ۔ اور اِن کے ہمراہ محترم عطا الحیٔ ناصر صاحب سیکرٹری واقفینِ نو، محترم انصر رضا صاحب واقفِ زندگی اور محترم آصف خاں صاحب مربی سلسلہ تشریف رکھتے تھے۔

محترم انصر رضا صاحب نے اپنے کلیدی خطاب میں واقفینِ نو کو تبلیغ کے میدان میں آگے آنے کی تلقین کی۔آپ نے بتایا کہ دورِ حاضر کی شدید مخالفت کا تقاضا یہ ہے کہ نہ صرف اسلام اور احمدیت کا بھرپور دفاع کیا جائے بلکہ اس کا پُر زور پرچار کیا جائے۔

اِس موقع پر حاضرین کو واقفین نو کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات پر مبنی ایک ویڈیو کلپ دکھایا گیا۔

مکرم لوکل امیر صاحب نے وقفِ نو کے رسالہ ''اسماعیل'' کی خریداری میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے پر مکرم سیکرٹری صاحب واقفینِ نو سکاربرو نارتھ، مکرم صدر صاحب سکاربرو ساؤتھ اور مکرم سیکرٹری صاحب واقفینِ نو نارتھ یارک کو اعزازی اسناد پیش کیں۔

رسالہ ''اسماعیل'' کی خریداری اور ماہانہ سوالنامہ کے بارہ میں اعلانات کے بعد محترم لوکل امیر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔جس کے بعد واقفینِ نو کو عمر کے اعتبار سے دو گروپس میں تقسیم کر دیا گیا اور گروپس کے شرکاء نے علیحدہ علیحدہ معلوماتی پروگرام پیش کئے۔

واقفینِ نو کی حلقہ وار حاضری درج ذیل رہی:

سکاربرو ساوتھ	13
سکاربرو نارتھ	6
نارتھ یارک	5
ٹرانٹو سنٹرل	6
ٹرانٹو ایسٹ	10

اِس کے علاوہ 4 سیکرٹریان اور 15 والدین ملا کر کل حاضری 59 رہی۔الحمدللہ

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ واقفینِ نو کے والدین کو توفیق دے کہ وہ سیدنا حضرت خلیفۃ الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات اور ارشادات کے مطابق ان بچوں کی تربیت کرسکیں او رانہیں وقف کی حقیقی روح کے ساتھ پروان چڑھاسکیں۔

(رپورٹ: محمد اکرم یوسف)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

دعائے مغفرت

☆ مکرم پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد ساہی صاحب

13 مارچ 2020ء کو مکرم پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد ساہی صاحب لندن انٹاریو میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

15 مارچ کو مسجد بیت الاسلام میں مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کرنے کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی علمی اور دینی خدمات کا ذکر فرمایا۔ اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اگلے روز 16 مارچ کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور محترم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ جس میں ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں آئے سوگوار رشتہ داروں اور احباب جماعت نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد وخیر خواہ، خلیق، ملنسار، منکسر المزاج علم دوست اور دعا گو بزرگ تھے۔

آپ تعلیم وتدریس سے وابستہ رہے۔ فزکس کے پروفیسر تھے۔ کئی نصابی کتابوں کے مصنف تھے۔ احمدیہ گزٹ کینیڈا میں ان کے سائنسی مضامین شائع ہوتے رہے۔

ابتدا میں اپنے بیٹے مکرم عامر رفیق قادر صاحب کے ہاں پندرہ سال سیسکاٹون میں مقیم رہے وہاں پر مکتوبات احمدؑ کے انگریزی ترجمے کے لئے گراں قدر خدمات بجالائے۔ قرآن کریم کا وسیع مطالعہ تھا۔ صد سالہ خلافت جوبلی کی تقریبات کو کامیاب بنانے کے ہر موقع پر پیش پیش رہے۔ آپ پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔

جماعت احمدیہ ہملٹن میں بھی صدر کے علاوہ مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ صدق ووفا اور محبت کا گہرا تعلق تھا۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نسیم ناہید صاحبہ، دو بیٹے مکرم حمورابی ساہی صاحب جرمنی، مکرم عامر رفیق قادر صاحب لندن انٹاریو، اور تین بیٹیاں محترمہ روبینہ جاوید صاحبہ پاکستان، محترمہ زرینہ عائشہ ناہید صاحبہ اور محترمہ روادبہ عائشہ صاحبہ وڈسٹاک یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم اسامہ سعید صاحب

15 مارچ 2020ء کو مکرم اسامہ سعید صاحب آٹوا ایسٹ جماعت 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

16 مارچ کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں مغرب کی نماز کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کے خاندان اور جماعتی خدمات کا ذکر فرمایا۔ اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 17 مارچ کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور محترم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ جس میں ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں آئے سوگوار رشتہ داروں اور احباب جماعت نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/5 حصہ کے موصی تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد وخیر خواہ، خلیق، ملنسار اور منکسر المزاج تھے۔ مکرم کرنل (ر) محمد سعید صاحب مرحوم سابق سیکرٹری بیت الاسلام مشن ہاؤس کے صاحبزادے اور مکرم مولانا حافظ قدرت اللہ صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ ہالینڈ وانڈونیشیا کے داماد تھے۔

آپ کو جماعت میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ دار القضاء کینیڈا میں لمبا عرصہ قاضی رہے اور ممبر قضا بورڈ خدمات انجام دیں۔ پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں قرآن کریم کا ایک اچھا خاصہ حصہ زبانی یاد تھا۔ اس وجہ سے انہیں رمضان شریف کے با برکت ایام میں تراویح پڑھانے کا موقع ملتا رہا۔ آپ ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ جمیلہ سعید صاحبہ، دو بھائی مکرم زبیر سعید صاحب، مکرم سہیل سعید صاحب بریمپٹن، اور تین بہنیں محترمہ صبیحہ عزیز اللہ صاحبہ اہلیہ مکرم عزیز اللہ صاحب کارنوال، محترمہ سلمیٰ خاں صاحبہ امریکہ، ثمینہ نوید خاں صاحبہ یوکے یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کے اور بھی اعزا و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم بشیر احمد صاحب

2 اپریل 2020ء کو مکرم بشیر احمد صاحب، احمدیہ ابوڈ آف پیس ٹرانٹو ویسٹ جماعت 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

3 اپریل کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں جمعہ کے روز سوا بارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کے خاندان اور ان کے بچوں کی خدمات کا ذکر کیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اور اگلے روز 4 اپریل کو نیشول قبرستان میں مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا کرائی۔

مرحوم، مکرم نور محمد صاحب مرحوم اسیر راہ مولیٰ کے بیٹے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت میاں محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے مکرم بشارت احمد ملک صاحب مرحوم، اسلام آباد کے سب سے پہلے اسیر راہ مولیٰ تھے۔

مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ ہمدرد وخیر خواہ، خلیق، ملنسار، منکسر المزاج اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ سلسلہ اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت کی۔ سب بچے اخلاص سے جماعت کی خدمت بجالا رہے ہیں۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ثریا خانم صاحبہ، تین بیٹے مکرم اطہر نوید صاحب سابق نیشنل سیکرٹری اشاعت کینیڈا، مکرم عدنان وحید صاحب، مکرم وسیم احمد ملک صاحب اور دو بیٹیاں محترمہ رضوانہ جاوید صاحبہ اہلیہ مکرم محمد جاوید ظریف صاحب، محترمہ بشریٰ جہانگیر صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

آپ ، جرمنی کے مکرم وجاہت احمد ملک صاحب ابن مکرم

بشارت احمد ملک صاحب مرحوم اسیر راہِ مولیٰ اسلام آباد اور کینیڈا کے مکرم اطہر نوید صاحب کے صاحبزادے مکرم سرمد نوید صاحب مربی سلسلہ کے دادا تھے۔

نماز جنازہ غائب

☆ مکرم عبد الرشید ارشد ریحان صاحب

14 دسمبر 2019ء کو مکرم عبد الرشید ارشد ریحان صاحب ابن مکرم چوہدری عبد الحفیظ صاحب آف برمنگھم یو کے، کام کے دوران برمنگھم نادرن ریلوے ڈپو میں ایک حادثہ کے نتیجہ میں 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

21 دسمبر 2019ء کو نماز ظہر سے قبل سیدنا حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک، اسلام آباد میں اُن کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد برمنگھم کے قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا عبد الغفار صاحب مربی سلسلہ برمنگھم نے دعا کرائی۔

4 فروری 2020ء کو مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم رفیق احمد جمیل صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ مکرم عبد الرشید ارشد ریحان صاحب کی بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم ریل کے ڈرائیور تھے اور اگلے سال ریٹائر ہونے والے تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق، ملنسار، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں بوڑھے غمزدہ والدین، اہلیہ محترمہ امة الہادی صاحبہ بنت مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم، مکرم منیر الحق شاہد صاحب کینیڈا کے بہنوئی اور مکرم رفیق احمد جمیل صاحب مرحوم کے بھانجے تھے۔

☆ محترمہ صادقہ کرامت صاحبہ

25 فروری 2020ء کو محترمہ صادقہ کرامت صاحبہ اہلیہ مکرم حمید کرامت صاحب لندن میں 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

3 مارچ 2020ء کو سیدنا حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک اسلام آباد کے باہر مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اور اسی دوپہر کو اسلام آباد کے قریب ہی Brookwood قبرستان کے مقبرہ موصیاں میں تدفین کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد نے دعا کرائی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ مکرم مسعود احمد خورشید صاحب مرحوم، کراچی کی صاحبزادی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔

مرحومہ نے کراچی میں تیس سال تک مختلف عہدوں پر فرائض انجام دیئے۔ اسی طرح 1995ء میں لندن منتقل ہونے کے بعد بھی مختلف حیثیتوں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

مرحومہ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم اور درود شریف کا باقاعدگی سے کرنی والی، خلیق، ملنسار، ہمدرد خیر خواہ، غریب پرور خاتون تھیں۔ سلسلہ اور خلافت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں شوہر، تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب بچے جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ مرحومہ، مکرم منیر احمد خورشید صاحب، حلقہ سپرنگ ڈیل ویسٹ، جماعت بریمپٹن کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

☆ مکرم مرزا مسیح احمد صاحب

28 مارچ 2020ء کو مکرم مرزا مسیح احمد صاحب جرمنی میں طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔ اور 3 اپریل 2020ء کو نماز جنازہ ادا کی گئی اور وہیں تدفین ہوئی۔

مرحوم کے والد محترم مرزا احمد شفیع صاحب برصغیر کی تقسیم کے وقت حضورؓ کے ارشاد کی تعمیل میں قادیان دارالامان میں قیام پذیر رہے اور اس دوران 1947ء میں شہید کر دیئے گئے۔ حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی خطباتِ جمعہ میں ان کی شہادت کا ذکر فرمایا۔ مرحوم، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مرزا محمد شفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے، ان کا تعلق خاندان مسیح موعودؑ سے تھا۔ مرحوم کو مختلف حیثیتوں میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، منکسر المزاج، ہمدرد، خیر خواہ، مہمان نواز، خلیق اور ملنسار تھے۔ خلافت کے ساتھ بڑے وفا کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ زرین مرزا صاحبہ اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم، مکرم مرزا منور احمد صاحب مارکھم جماعت کے ماموں زاد بھائی اور مکرم بلال احمد مرزا صاحب صدر جماعت احمدیہ مارکھم کے چچا تھے۔ ان کے اور اعزہ واقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

تُو فضل کر! تُو رحم کر!

مکرم پروفیسر مبارک احمد عابدؔ صاحب

تیرے در پر ہے کھڑی تُو فضل کر! تُو رحم کر!
ساری دنیا ہر گھڑی تُو فضل کر! تُو رحم کر!

طاقتِ پرواز ذہنوں سے ہمارے اُڑ گئی
جاں ہے کانٹوں میں اَڑی تُو فضل کر! تُو رحم کر!

اے خدا یہ دُور کوئی اور کر سکتا نہیں!
ہے بلا وہ آ پڑی تُو فضل کر! تُو رحم کر!

تیری چوکھٹ پہ ہیں سجدہ ریز ہم اے ذوالمنن
آزمائش ہے کڑی تُو فضل کر! تُو رحم کر!

اب ہماری آنکھوں میں جوشِ ندامت کے سبب
آنسوؤں کی ہے جھڑی تُو فضل کر! تُو رحم کر!

تیرے عفو و درگزر سے دل میں اُمید کرم
ہم کو مالک ہے بڑی تُو فضل کر! تُو رحم کر!